

سَعْدِیٰ رِحَمَات

پندت رہ روڑہ

رفع نزاع باہمی کیلئے نسخہ کیمیا

”اس وقت دنیا کا سیاسی مطلع اس قدر ابراً لو دے ہے کہ ہر وقت طوفان برق وباراں کا خطرہ ہے، امن کے نام پر بدامنی اور تعمیر کے نام پر تخریب کا سامان ہو رہا ہے، قوی کے بر سر حق ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ طاقت اس کے پاس اور کمزور کے ناحق ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ کمزور ہے۔ ہم کو غور کرنا چاہئے کہ ان حالات میں ہمارا اندر وہی انتشار ہمارے لئے کس قدر نقصان دہ ثابت ہو گا؟ بے شبه غلط بات اپنوں کی ہو یاد و سروں کی، اس کو یقیناً غلط کہنا چاہئے ورنہ بڑے فساد کا دروازہ کھل جائے گا لیکن شرعی حدود کے اندر جہاں تک بھی گنجائش نکل سکے ہم کو اپنے دروازے دوسروں کے لئے بندہ کرنا چاہئے اور دوسروں کو برداشت کرنے کے لئے قلب میں وسعت پیدا کرنا چاہئے، رفع نزاع باہمی کے لئے یہی نسخہ کیمیا ہے۔

Postal Regd. No. LW/NP/63/2006to2008
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 46 Issue No. 04

Mobile: 09415786548

Fortnightly
Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off: 0522-2740406
Fax: 0522-2741221
Email: nathwani@vsnl.net.in
25 December, 2008

Phone: Shop. 0522-2274606
® 0522-2616731

محمد اکرم جویلس

Mohd. Akram
Jewellers

Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

شا جویلس

Riyaz Ahmad

Ghayas Ahmad

۳۰۱/۱۷ سرائے بائس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ۔۳

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177
Akbari Gate
2268845

Shop: 9415002532
2613736
3958875

سو نے چاندی کی دنیا میں ۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلس س

پروپریٹر: حسن عالم

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbud Jhala Aminabad, Lucknow-18

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain
On behalf Majlis-e-Bahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685



PIZHANSON PERFUMERS
H.O.: Alberi Gate, Chowk, Lucknow
Tel: 0522-2255251 Mobile: +91-9415001022
Branch: C-5 Jamiat Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell: 91-9415784932
E-mail: pizhansonperfumers@yahoo.com

لبم۔ کے۔ ملک
مینو پیک چریس

ڈیم اونگ۔ وند اونگ = ڈوم اونگ
فکر اونگ۔ لان اونگ = ڈیکوڈ یونٹ

سل کراسنگ گوری بازار۔ سرو جنی بگر کاسپر رود۔ لکھنؤ
Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095757

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ
خوشبوہ از عطیریات

روضیات، عرقیات، کلا پر فوم، کار پر فوم، روم فریشن،
فلور پر فوم، روشن گھاپ، درج نکلا، برق گھاپ،
عرق گھنٹو، اگری، ہربل پر فوک

کی ایک تعلیم اخراجیں
ایک مرتبہ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

چاکری

اظہار سن پر فیو مرس

اکبری گیٹ چوک
مانچ ۵۰، جنریٹر، محنت گنج

H.O.: Alberi Gate, Chowk, Lucknow
Branch: C-5 Jamiat Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell: 91-9415784932
E-mail: pizhansonperfumers@yahoo.com

DESIGNED BY HAMID, DALIGANJ LUCKNOW. Mobile: 9889654027

اس شمارے میں

۱	شعر و دب	تاج الدین اشقر ام عگری
۲	فریضہ حج بیت اللہ	اداریہ
۳	شاہین کبھی پرواز سے تھک کرنیں گرتا نذر الحفیظ ندوی	اصلاح معاشرہ
۴	حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی	حزم اور اس کے مختلف رسم و رواج
۵	عالیٰ منظوظ فامہ	مولانا ذاکر سعید الرحمن عظیمی ندوی
۶	عالیٰ اقتصادی بحران	سال نو کلیپیام
۷	مولانا سید محمد واضح رشید حسینی ندوی	انسائیت کی صیبیت
۸	تحویف دین	مولانا عبدالحی حسینی ندوی
۹	قادیانیت منظرا و اسی مظر	مولانا بابا عبدالحی حسینی ندوی
۱۰	دوبڑو	حمس امت مسلم کے لیے امید کی کرن ڈاکٹر سعیدوالہ بہرہ
۱۱	یاد رفتگان	علماً شیخ اور مولانا ابوالکلام آزاد
۱۲	سلمان شیم ندوی	جرأت و بے باکی کی شاہکلید
۱۳	جائزہ	عاصی دخلی یا خارجی دہشت گردی۔ افسوس احمد صدیقی ندوی
۱۴	زاویہ نگاہ	عصری علوم کے ساتھ دینی علم...
۱۵	النصار عالم ندوی	مظلوم کی پکار
۱۶	غزوہ میں موت کی ارزانی	سلمان شیم ندوی
۱۷	وفیات	قاری محمد اسلام صاحب.....
۱۸	ائمن الدین شجاع الدین	فقہ و فنکوئی
۱۹	ستی محمد ظفر عالم ندوی	سوال و جواب

تعمیر حیات

شمارہ نمبر ۳۶
جلد نمبر ۳۶
۱۰ جنوری ۲۰۰۹ء مطابق ۱۲ رمح� الحرام ۱۴۳۰ھ

حضرت ہولانا سید حسنی ندوی
(ناظم ندوۃ الحسینی)

پروفیسر سوی احمد صدیقی
(معتمدہ ندوۃ الحسینی)

زینگرانی

مولانا محسن حمزہ حسینی ندوی
(ناظر عام ندوۃ الحسینی)

مدیر عام
مولانا شمس الحق ندوی
ناسب مدیر
 محمود حسن حسینی ندوی
محل مشاورت

• مولانا عبد اللہ حسینی ندوی • مولانا محمد خالد ندوی عازی پوری

• ایمن الدین شجاع الدین

سالانہ زرع تعاون ۲۰۰۹ء
ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے۔ ۱۳۴ ڈالر

درافت مفترضیات کے نام سے بنا کیں اور دفتر تحریکیات ندوۃ الحسینی کو کھوکھو کے پڑوادہ کریں، جیکہ سے بھی جانے والی قسم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقشان ہوتا ہے۔ رہا کرم اس کا خیلر بھیں۔

ترسل زر اور خطہ کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

P.O.Box No.93 Tagormarg, Badshah Bagh, Lucknow-7
E-mail: nadwa@sancharnet.in Ph: (0522) 2740406

مشکون نگار کی رائے سے ادارہ کا حقیقی ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کا خود ای سب کے لیے گذشتیں کریں اس کا پاؤ رکھوادن ختم ہو گا۔ لہذا جلدی ارجاع ادارہ اسی امور کی ادارہ کی طرف پر کوئی نہیں، اگر وہ اسی ندوۃ الحسینی کے شعبے کے کوئی دوسرے کام کے لئے ہے۔

پڑوادہ اسی سب کے لیے کوئی نہیں، اگر وہ اسی ندوۃ الحسینی کے شعبے کے کوئی دوسرے کام کے لئے ہے۔

میکس سعادت و ثیریات میکر مارک، ہادشاہ باغ کھوکھو سے شائع کیا۔

پڑوادہ اسی سب کے لیے کوئی نہیں، اگر وہ اسی ندوۃ الحسینی کے شعبے کے کوئی دوسرے کام کے لئے ہے۔

میکس سعادت و ثیریات میکر مارک، ہادشاہ باغ کھوکھو سے شائع کیا۔

پڑوادہ اسی سب کے لیے کوئی نہیں، اگر وہ اسی ندوۃ الحسینی کے شعبے کے کوئی دوسرے کام کے لئے ہے۔

میکس سعادت و ثیریات میکر مارک، ہادشاہ باغ کھوکھو سے شائع کیا۔

Are you planning to sell your car ?

...which has served you faithfully for years would obviously mean a lot to you.

Now you can be rest assured, when it comes to selling your old car, Classic Automotives, always have the best offer for you.

We believe in true and realistic value for your used car which also spells 'Clean Deal'.

Our other usual features are:

• Spot Settlement

- You don't have to wait for your money.

• Evaluation at your doorstep

- You don't have to move around wasting time in traffic jams.

• Risk free selling

- Your vehicle will not be sold without transfer of ownership.

• No commission • No Brokerage • No Hidden Costs

With all these lucrative benefits we wouldn't be expecting you to sell your car to any of your relatives, friends or mechanics!

Simply because, we are committed to this business and always give you the best deal with peace of mind.

Call 98451 00668



Gear up for the
journey of life.

Classic Automotives Bangalore Pvt. Ltd.

Indiranagar: #324, CMH Road, Bangalore 38. ☎: 32966155 ☎: 9845600668

Mekri Circle: #40, C. V. Raman Avenue, Bangalore 80. ☎: 32966433 ☎: 9945187878

HSR Layout: #9, BDA Complex, Sector VI, Bangalore 02. ☎: 32966133 ☎: 9845226464

Jayanagar: #574, 11th Main, 5th Block, Bangalore 41. ☎: 32966144 ☎: 9980582424

Yelahanka: #2, MIG, 1st Main, New Town, Bangalore 64. ☎: 32966166 ☎: 9845700668

Whitefield: #132, Whitefield Main Road, Bangalore 66. ☎: 32966422 ☎: 9845229292

شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا

ذرا الحفظ ندوی

غزوہ میں نہتے فلسطینیوں کے ساتھ جس وحشت و بربرت کا معاملہ کیا جا رہا ہے وہ کوئی انوکھی اور باعث حرمت و تجربہ بات نہیں، سانپ اور کچوڑی کی خفتر دیار مکہ کا چپہ چپہ عجیب عظمت لیے ہوئے ہے

یہی ہے، اس میں حرمت کی کیا بات ہے، یہ تو اسرائیل ہے جس نے امریکہ کے کاندھے پر بندوق رکھ کر یہ حرمت کی ہے، اسرائیل کے سر پرستوں اور ان کے تمام صلبی زمین طبیہ کا ذرہ ذرہ خدا کی رحمت لیے ہوئے ہے

رفقاء نے مکمل اتفاق و اتحاد اور پوری منصوبہ بندی سے جدید ترین تباہ کن اسلوں سے افغانستان و عراق کو خاک و خون میں ملانے کی مجرم پور کوشش کی یعنی انہیں بڑی طرح ہر اک مسلمان جدول میں محبوب حق کی الٹت لیے ہوئے ہے

ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، افغانستان میں ہزاروں میں ڈالا اور بہترین جنگی ساز و سامان استعمال کرنے اور ایک ہزار سے زائد صلبی فوجوں کے جہنم رسید ہونے کے باوجود جو سب خزانوں سے قیمتی ہے وہ ایسی دولت لیے ہوئے ہے

ہنوز روز اول ہے، خود نیٹ اوامر کی فوجی کمان کی مشترکہ روپوثر کے مطابق "هم جگ ہار چکے ہیں، یہاں سے باعزت و اپسی کے لئے راستے کی ٹلاش ہے، اسٹے کر حرمیم خضرا وہ زیب و زینت وہ نور و چہت لیے ہوئے ہے

اس ملک کے اکثر حصہ پر طالبان کی حکومت ہے، دوسرا طرف عراق کے خلاف میں جھوٹ گزٹھنے کے بعد امریکہ اور اسکے ساتھیوں نے اپنے تمام وسائل عراق کو جاہ کرنے پر صرف کر دیے اور اس جنگ کو صلبی نظر سے دیکھا اور فوجی طاقت اور تسلیخ دونوں ذریعے سے عراق کو زیر کرنے کی کوئی کوشش باقی نہیں چھوڑی، لیکن یہاں بھی

وہ جس نے مکہ میں حج کیا ہے، جو شہر طبیہ میں جا چکا ہے

وہ اپنے دامن میں اللہ اللہ بڑی سعادت لیے ہوئے ہے

ان تمام طاقتوں کو غیر معمولی ذلت و خواری اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، حتیٰ کہ عراقی جوتنے نے اس ناکامی پر ہمیشہ کے لئے مہر لگادی، یہ ذلت صرف امریکی صدر کی نہیں تھی بلکہ پوری صلبی طاقتوں کے گورے چہرے پر لا فانی اور انہٹ داغ کی شکل میں تمی جو صدیوں و ہوئے سے بھی نہیں جائے گا، سوال بھی ہے کہ آخر باطل کی طاقتوں کو جو خوش نصیب آچکا وہاں سے ہے اپنی قسم پر نازس کو ابھی تک جو نہیں گیا ہے وہ دل میں حضرت لیے ہوئے ہے

جاء الحق و زہق الباطل، ان الباطل کان ذہوقا یہاں صاف اعلان ہے کہ باطل کا منہ طے شدہ ہے، وہ مئیں بڑی مشکل سے، اور حق کو غالباً آتا ہے، وہ حرم ہو، عرفات اور منی ہو، صفا ہو، مرودہ ہو، مزدلفہ ہو

ہر اک مقام ان میں اپنی اپنی الگ روایت لیے ہوئے ہے

تمام دنیا کے اہل ایمان، تمام نسل وطن کے انسان یہاں میں سمجھا، مگر یہ کثرت بھی ایک وحدت لیے ہوئے ہے

ہوا یہ محسوس مانتا کی محسوس زمزم میں مکمل گئی ہے

کہ آج تک اس کا پاک پانی عجیب لذت لیے ہوئے ہے

بڑی متور فضا ہے اس کی بڑی معطر ہوا ہے اس کی ریاض طبیہ کا گوشہ گوشہ بہار جنت لیے ہوئے ہے

نیٰ کی مسجد کی شان یہ ہے نماز جس نے یہاں ادا کی ہے

ہزاروں رکعت کی فضیلت ہر ایک رکعت لیے ہوئے ہے

ہے بیت معمور آسمان پر ہے عکس اس کا بنائے کعبہ کے اس جگہ پر نہیں کی پستی فلک کی رفت لیے ہوئے ہے

تمہاری طبقہ میں نہیں بلکہ اقتصادی میدانوں میں بھی اس کی ریڑھ کی بڑی ریڑھ ہو کر رہ گئی، اخلاقی زوال پہلے ہی ہو چکا تھا، ان طاقتوں سے بدتر حال اسرائیل کی

تک عراقی جوتے کے داغ کو مٹایا جا سکے لیکن یہاں بھی اسرائیل کے لئے نکست مقدر ہے، آپ اخبارات کی خبروں سے امدادہ لگا سکتے ہیں کہ اسرائیل فوج صرف ہوائی بمباری کا سہارا لے رہی ہے، دو بدو براہ راست مقابلے سے گیریں ہے، یہودی میڈیا اپنے اقصانات پر دیز پر دہاں رہا ہے اور پوری دنیا میں نہتے فلسطینیوں

فریضہ حج بیت اللہ

تاج الدین اشعر رام نگری

از

فریضہ حج قم خدا کی، وہ شان وعظت لیے ہوئے ہے

کہ ہر عبادت کی روح تھا یہ اک عبادت لیے ہوئے ہے

دیار مکہ کا چپہ چپہ عجیب عظمت لیے ہوئے ہے

زمن طبیہ کا ذرہ ذرہ خدا کی رحمت لیے ہوئے ہے

ہر اک مسلمان جدول میں محبوب حق کی الٹت لیے ہوئے ہے

جو سب خزانوں سے قیمتی ہے وہ ایسی دولت لیے ہوئے ہے

حریم خضرا وہ زیب و زینت وہ نور و چہت لیے ہوئے ہے

کہ باغِ رضوان بھی اک جھلک دیکھنے کی حضرت لیے ہوئے ہے

وہ جس نے مکہ میں حج کیا ہے، جو شہر طبیہ میں جا چکا ہے

وہ اپنے دامن میں اللہ اللہ بڑی سعادت لیے ہوئے ہے

جو خوش نصیب آچکا وہاں سے ہے اپنی قسم پر نازس کو

ابھی تک جو نہیں گیا ہے وہ دل میں حضرت لیے ہوئے ہے

حرم ہو، عرفات اور منی ہو، صفا ہو، مرودہ ہو، مزدلفہ ہو

ہر اک مقام ان میں اپنی اپنی الگ روایت لیے ہوئے ہے

تمام دنیا کے اہل ایمان، تمام نسل وطن کے انسان یہاں میں سمجھا، مگر یہ کثرت بھی ایک وحدت لیے ہوئے ہے

ہوا یہ محسوس مانتا کی محسوس زمزم میں مکمل گئی ہے

کہ آج تک اس کا پاک پانی عجیب لذت لیے ہوئے ہے

بڑی متور فضا ہے اس کی بڑی معطر ہوا ہے اس کی ریاض طبیہ کا گوشہ گوشہ بہار جنت لیے ہوئے ہے

نیٰ کی مسجد کی شان یہ ہے نماز جس نے یہاں ادا کی ہے

ہزاروں رکعت کی فضیلت ہر ایک رکعت لیے ہوئے ہے

ہے بیت معمور آسمان پر ہے عکس اس کا بنائے کعبہ کے اس جگہ پر نہیں کی پستی فلک کی رفت لیے ہوئے ہے

تمہاری طبقہ میں نہیں بلکہ اقتصادی میدانوں میں بھی اس کی ریڑھ کی بڑی ریڑھ ہو کر رہ گئی، اخلاقی زوال پہلے ہی ہو چکا تھا، ان طاقتوں سے بدتر حال اسرائیل کی

تک عراقی جوتے کے داغ کو مٹایا جا سکے لیکن یہاں بھی اسرائیل کے لئے نکست مقدر ہے، آپ اخبارات کی خبروں سے امدادہ لگا سکتے ہیں کہ اسرائیل فوج صرف

محرم اور اس کے مختلف رسوم و رواج

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

قری سال کا پہلا مہینہ محروم کا ہے، یہ مہینہ اس سلسلے میں مختلف طبقات اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی حرمت و کے دسوں

اور اس کے مراسم کا بڑا اہتمام ہوتا ہے، محروم کے ان مراسم میں (جیسا کہ تمام مقامی رسوم کا دستور ہے) ہر جگہ مقامی خصوصیات جلوہ گر ہیں، کہیں تحریزی داری کا بڑا ذریعہ ہے، کہیں کم، ماتم اور اطمہار حزن و ملال کی شکلیں بھی جدا گانہ ہیں کہیں اس بارے میں تبدیلیاں اور اصلاحات کی گئی ہیں، اور کہیں قدیم طریقے اب بھی رائج ہیں، اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

لیکن اس مبارک اور مسرت انگیز مہینے کے عظمت کا مہینہ سمجھا جاتا تھا، اور بہت سے مبارک نہیں لیتے، ان کا نقطہ نظر محروم کے بارے میں اپنے واقعات ۱۰ احریم کو پیش آئے، جن میں سے ایک اہم ساتھ جس سے اسلامی سال کی ابتدا ہوتی ہے، ایک واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا نہایت نامبارک منحوس اور غم انگیز و اقدح وابستہ ہے جس کو یاد کر کے ہر مسلمان کا دل مغموم اور اس کی فرعون کے ظلم سے نجات پانा، مصر سے نکل کر جزیرہ نماۓ سینا میں بخیر ہت پہنچ جاتی ہے، یہ نواسہ رسول جبر گردن شرم سے چھک جاتی ہے، یہ نواسہ رسول جبر بے نظیر کا نامہ سمجھتے ہیں، لیکن ان کے نزدیک اپنے ہونا اسی کی یاد گار میں مدینہ کے یہودی عاشورا کو شہادت کے خواص اور جذبات کا اطمہار کا یہ طریقہ روح اسلام کے منافی اور علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا اور شام میں بیٹھ کر اس وقت کی دنیاۓ اسلام پر تعلق حضرت موسیٰ سے ان یہودیوں سے بھی زیادہ اور ان کے نمونے سے حقیقی فائدہ اٹھانا اور حق پر استقامت اور باطل کے مقابلے میں صاف آرائی کو ان کی شہادت کا اصل پیغام یقین کرتے ہیں، اس لئے ہم چیز سلطان جوہن دستان جیسے دور راز ملک میں بیٹھے ہوئے اپنے مظلوم اور بیک نہیٰ فلسطینی بے نیاز ہو کر جس بے جگہی اور بے خونی سے گھین حالت میں دشمن کا سامنا کر رہے ہیں، فلسطین کے لیے ہی اس عالم عرب کے مستقبل کے لیے فال نیک اور اسرائیل صلیبی طاقت کے وجود کے لیے غیر معمولی حد تک جہاں کن اور دو رس اثرات کے حال ہیں۔

لیکن اس لئے ہم کو ان سے زیادہ خوشی منانے اور شکر حکومت کرتا تھا) کربلا کے میدان میں ۱۰ احریم ۲۰۰ھ ادا کرنے کا حق ہے، خود بھی روزہ رکھا اور مسلمانوں کو (۱۰ اکتوبر ۱۷۵ء) کو شہید ہوئے، اور ان کے بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا، رمضان کے روزوں کی خاندان کے اور بھی متعدد جوانمردوں نے جام فرضیت سے پہلے یہی روزہ مسلمانوں پر فرض تھا، شہادت نوش فرمایا، بھی وہ واقعہ ہے جس کی یادگار غیر معمولی اہتمام، دوسرے اپنی زندگی کے بنیادی ڈھانچے کو اسلام کے سانچے کے مطابق بنائیں، پہلے اپنے بنیادی عقائد کو صحیح کریں پھر عبادات، معاملات کو درست کریں کہ بغیر اس کے ہم بیش دانتوں کے درمیان اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، تیرے دعوت و تبلیغ کا کام غیر مسلموں میں کہ جہاں ملک میں آج کے گھین حالت میں وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے، فلسطینیوں کو بھی چاہیے کہ وہ یہودیوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کا تجربہ کریں اور حکمت و موعظہ حسن، جدال بالکلی کے ساتھ ادفع بالتی ہی احسن (بندی کے مقابلہ میں وہ کو جو اسی بہتر ہو) کا عملی نمونہ پیش کریں۔ قرآن کا حکمی وحدہ ہے کہ عدالت خالص دوستی میں تبدیل ہو جائے گی:

تمام درہ کا سلطان بنانے کے بھیجا ہے
خدانے تجوہ کو مسلمان بنانے کے بھیجا ہے

(ماہر القادری)

ایک غم انگیز واقعہ کی یاد اور خصوصیت کے ساتھ لکھنؤ میں محروم کی بڑی دھوم دھام

شیون میں گزرتی ہے کہ تھا ۱۰ احریم کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اس کے ساتھ ۹ احریم یا ۱۱ احریم ایک روزہ اور ملالیتا چاہیے)

سالہ شیعہ خاندان کی حکومت رہی ہے اور ان میں بھی تشعیج کی بڑی تعداد ہے اور اودھ میں جہاں ۱۳۶ چاریار، کانڑہ بلند کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

کی جانی تھیں اس کو بڑا حاکر پیش کر رہا ہے، یہودی رہنماؤں کے بیانات بھی گھبراہت اور خوف کے آرے ہے ہیں، اس کے بر عکس جماں کے اخباری بیانات اور اقدامات میں جو اس خدا و دوامی بینیادی اشیاء سے محروم ہونے کے باوجود کہیں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ جماں کے لوگ کمزور ہیں، اور مسلمانوں میں جو اسی میں جو اسی میں آئیں گے، یہ بات قابل ذکر ہے کہ فلسطینیوں نے سامنہ میڑ گہری اور بی سر گل خالد مشعل اور اسماعیل ہانی نے کہا کہ ہم یہ کمزور پوریں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

تیار کر کی ہے جس کے ذریعہ اسلو اور سامان رسداً تباہ ہے اور یہ میزائل بھی تیار کئے جاتے ہیں، اور ان سے اسرائیل کے اندر تک ضرب لگائی جاتی ہے، جماں کے جانب اسی میزائل کو شہر کے ذریعہ جاہ کیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ محمد دھلان اور محمود عباس جیسے خائنوں کی طرف سے ظاہر ہو رہی ہے، محمد دھلان ہی نے اسرائیل کو مشورہ دیا کہ غزہ کو کیسے بسواری کے ذریعہ جاہ کیا جاسکتا ہے۔ واضح رہے کہ محمد دھلان اور محمود عباس دونوں بھائی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا بڑا مرکز اسرائیل میں ہے، انہیں اسرائیل کی ہر طرح کی سرپرستی بھی حاصل ہے، وہ گویا اسرائیل ایجنسٹ ہیں جو فلسطینیوں کو جاہ کرنے کے لیے ڈال اور کرنی کے ذریعہ مسلط کے گھنے ہیں۔ ایسے گھنے حالات میں جب کہ جماں کے لوگ دشمنوں کے نزدیک ہیں، سال بھر سے شدید ترین محاصرے اور غذائی و طبی امداد کے بایکاٹ کا بھی ان کو سامنا ہے اور جہاں کن بسواری کا بھی، جماں کا میدان میں تک جانا بھی مجرہ ہے چنانچہ خود اعتمادی سے اپنی طاقت سے زیادہ اس دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں جس کے لیے ہر طرف اسلحہ اور غذائی رسداً کے دروازے چوپٹ کھلے ہوئے ہیں اور میں الاقوامی مجلس اور سفارتی سطح پر طاقتور میڈیا کے ذریعہ افرادی اور سرپرستی بھی ہو رہی ہے، ہمارے ملک کامیڈیا بھی فلسطینیوں کو دوست گرد ہاتھ کرنے پر شکا ہوا ہے۔

عرب ملکوں میں صرف زبانی ہمدردی اور سیاست افسوس کی طرف سے شاعرانہ بیانات، فلسطینیوں کے لیے جاری کئے جا رہے ہیں، عوام کے اندر غصہ اور جوش ہے، لیکن احتجاج کی انہیں اجازت نہیں اور نہ اسرائیل دامریکہ کی نہ ملت کی، عید الاضحیٰ کے موقع پر امامہ مساجد کو مغربی ممالک کی اسلام دشمن پالیسیوں پر تقید سے بھی روک دیا گیا، افغانستان پر جملے کے دوران صحیح کی نماز میں توت نازلہ سے بھی روک دیا گیا تھا کہ "باس" کو پسند نہیں، اس کی ناک جو مومن کی نی ہوئی ہے وہ نیز گھنی ہو جائے گی، اب ایک ہفتہ کے بعد درہم و دیوار کے چندے کی خبریں سرکاری سطح سے آرہی ہیں لیکن وہ بھی انتہائی محاط اندماز میں۔

عرب ملکوں کی ایسکی تمام پالیسیوں سے فلسطینی بے نیاز ہو کر جس بے جگہی اور بے خونی سے گھین حالت میں دشمن کا سامنا کر رہے ہیں، فلسطین کے لیے ہی نہیں عالم عرب کے مستقبل کے لیے فال نیک اور اسرائیل صلیبی طاقت کے وجود کے لیے غیر معمولی حد تک جہاں کن اور دو رس اثرات کے حال ہیں۔

ہم چیز سلطان جوہن دستان جیسے دور راز ملک میں بیٹھے ہوئے اپنے مظلوم اور بیک نہیٰ فلسطینی بھائیوں کو ان آزمائشوں میں جتلاد یعنی پر مجبور اور گھنٹ کھٹ کر زندگی گزار رہے ہیں، تین پاتیں ہم ضرور کر سکتے ہیں اور یہ ہمارے قابو میں ہیں، ایک تو اپنے ان مظلوم بھائیوں کی کامیابی کے لیے الحج و زاری سے دعاوں کا غیر معمولی اہتمام، دوسرے اپنی زندگی کے بنیادی ڈھانچے کو سلطان جامیں ہیں، پہلے اپنے بنیادی عقائد کو صحیح کریں پھر عبادات، معاملات کو درست کریں کہ بغیر اس کے ہم بیش دانتوں کے درمیان اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، تیرے دعوت و تبلیغ کا کام غیر مسلموں میں کہ جہاں ملک میں آج کے گھین حالت میں وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے، فلسطینیوں کو بھی چاہیے کہ وہ یہودیوں تک اسلام کی دعوت پہنچانے کا تجربہ کریں اور حکمت و موعظہ حسن، جدال بالکلی کے ساتھ ادفع بالتی ہی احسن (بندی کے مقابلہ میں وہ کو جو اسی بہتر ہو) کا عملی نمونہ پیش کریں۔ قرآن کا حکمی وحدہ ہے کہ عدالت خالص دوستی میں تبدیل ہو جائے گی:

تمام درہ کا سلطان بنانے کے بھیجا ہے
خدانے تجوہ کو مسلمان بنانے کے بھیجا ہے

علمی اقتصادی بحران

[اسلام اور مغرب کے تناظر میں]

مولانا ذاکر سعید الرحمن عظیمی مددوی

بحران سے پریشان امریکہ بیرونی مدد مانگنے پر مجبور ہو گیا ہے، اس نے چار خلیجی ریاستوں سے ۳۳۰ ارب ڈالرز کی مدد مانگی ہے، ذراائع کے مطابق سعودی عرب سے ۱۲۰ ارب ڈالرز، یو اے اے ای سے ۷۰ ارب ڈالرز، قطر سے ۶۰ ارب ڈالرز، جبکہ کوہت سے ۴۰ ارب ڈالرز کا قرض معاف کرنے کو کہا ہے۔ امریکہ نے خلیجی ممالک سے مالی مدد اپنی معیشت کو تکلیف دے رہے ہیں کے لیے طلب کی ہے۔

کریم کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہئے، یعنی صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ مرکز الحجث والدراسات کے مالیاتی نظام کے مطالعہ کی طرف رجحان زیادہ اس میں موجودہ حالات کی وضاحت بڑے انداخت الافرقیہ کے نائب ڈائرکٹر فرج عبدالفتاح نے ہو گیا ہے، خاص طور سے صدر بیش نے جب یہ بیان دیا ہے۔ اگر بینکوں کے مفسر کھاہے کہ دیاستہے حمدہ زبردست اقتصادی بحران کے شکار ہیں۔ جن میں افریاط رکا چار بڑے زیادہ ہوتا اور آرہا ہے اور بہت سے بینک کنگال ہونے کی حد تک اپنائیں تو ان جیسے مشکلات سے بآسانی لکھا جاسکتا ہے۔ جرمی مصیحہ ”ڈریش ہمپل“ کے کالم ڈاگر ضروریات کے پورانہ کرتا وغیرہ۔

یہ چند اشارے تھے جو مسلمان تجزیہ نگاروں نے حالیہ اقتصادی بحران کے تعلق سے ظاہر کیے تھے، اسلام کا اقتصادی بحران اور مغرب کے تناظر میں فطرت انسانی سے انتظامیہ نے ایک اقتصادی حالت کو جو غیر معمولی انتظامیہ کے پر پاؤ روا لانظر یہ کوتا دیر قائم رکھنے میں امریکہ کے پر آنک رہا ہے، اسی سے منافع میں اضافہ اور اقتصادی تفصیل پہنچایا اسکا نتیجہ ہے۔

ایک عالمی بحران کے پیش نظر کچھ اسلامی ماہرین سرمایہ میں توازن برقرار رہتا ہے، خواہ وہ صورت بینک بینک گران ثابت ہو گا۔ جس کے گھرے نتوش مرتب ہو گئے، دنیا اپنی پرانی حالت پر بھسلک آپائے گی۔ ”اقتصادیات نے اسلام کے نظام صدقات و رکوٹہ کی کاری کی رویہ ہو یا تجارت کی، بقش کے لینے دینے کی یا اوجو رنڈا فائنس“ (Logor Nad Finance) وضاحت کی ہے، مشہور ماہر اقتصادیات ڈاکٹر حسین سماںوں کے رہن رکھنے کی، ان تمام کی وضاحت اسکن“ نے اقتصادی بحران سے پہنچنے کے لیے اسلام شحاتہ پروفیسر شعبہ کا ذہنگ از ہر یونیورسٹی مصر نے شریعت اسلامی میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، ارشاد بڑے مل انداز میں یہ بات کی ہے کہ موجودہ بحران باری ہے: وہاں هذا صراطی مستقیماً فاتحہ و لا کے مالیاتی نظام کو عملی حل دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ مزید سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام کا غیر سودی نظام ہی انہوں نے دیگر شعبہ جات میں شریعت اسلامی کے موجودہ مشکلات کا واحد حل ہے، قاہرہ یونیورسٹی کے وصالکم بہ لعلکم تھتلون (آنعام ۱۵۳) اور سی اصولوں کو نافذ کرنے پر زور دیا ہے۔ اعلیٰ فرائیسی بورڈ پروفیسر اقتصادیات ڈاکٹر عبد الحمید غزالی نے کہا کہ میر اسید حارستہ ہے، اسی پر چلو، دوسرے راستوں پر نہ چلو، ورنہ وہ تمہیں اصل راستے دور کر دیں گے، اسی کی اللہ ترجمانی: محمد فرمان مددوی

☆☆☆☆

دعائے مفترض

زادہ علی صاحب ملازم کلیہ الشریعہ
دارالعلوم ندوۃ العلماء کی صاحبزادی رابعہ خاتون کا
کراچی میں ۲۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو انتقال ہو گیا۔
قارئین سے دعائے مفترضت کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆

کھا جس میں اس بات کی صراحت کی کہ عالمی بازار میں اسلامی بینک کاری کے ذریعہ ہی توازن برقرار رہے۔ دوچار ہیں اس کے اثرات دنیا کے مختلف ممالک پر سکتا ہے، اسکا خیال ہے کہ اسلامی بینک کاری میں مغربی بینکوں کے جائز منافع معدوم ہیں ہیں، فرائیسی محدودہ میں ایک نئی روح آئے گی، پھر زندگی کے تمام حالیہ رپورٹوں کے مطابق ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں زبردست مالیاتی خسارہ پیدا ہو گیا ہے، اقتصادی ادارے ٹھہپ پر چکے ہیں، وہاں کے نئے گوبنڈریشن کے لئے راستہ ہوا رکیا گیا، چنانچہ لوگوں والے افراد مالی دیوالیہ پان کا ٹکر رہو ہے ہیں۔ معاشی

مورخہ بحران کو دیکھتے ہوئے دنیا میں اسلام کے مالیاتی نظام کے مطالعہ کی طرف رجحان زیادہ الافرقیہ کے نائب ڈائرکٹر فرج عبدالفتاح نے ہو گیا ہے، خاص طور سے صدر بیش نے جب یہ بیان دیا کہ امریکی اقتصادیات میں زبردست خسارہ سامنے کھاہے کہ دیاستہے حمدہ زبردست اقتصادی بحران کے شکار ہیں۔ جن میں افریاط رکا چار بڑے زیادہ ہوتا اور آرہا ہے اور بہت سے بینک کنگال ہونے کی حد تک اپنائیں تو ان جیسے مشکلات سے بآسانی لکھا جاسکتا ہے۔ جرمی مصیحہ ”ڈریش ہمپل“ کے کالم ڈاگر ہیں۔ لاکھوں امریکی بے روزگار ہونے والے ہیں، یعقوب ہائل بروں نے لکھا ہے کہ امریکہ کا حالیہ جرمی وزیر اقتصادیات ویرشان (wear shine) اخلاقی اور مالی زوال یونی فیں آیا ہے، بلکہ بیش انتظامیہ نے ایک اقتصادی حالت کو جو غیر معمولی انتظامیہ کے پر اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ موجودہ عالمی بحران اقتصادی نظام ہر دو را ہر زمانے میں فطرت انسانی سے امریکہ کے پر پاؤ روا لانظر یہ کوتا دیر قائم رکھنے میں ہم آنک رہا ہے، اسی سے منافع میں اضافہ اور اقتصادی تھکرے رہا ہے، دنیا کے مظلوم نامہ پر اس نظریہ سرمایہ میں توازن برقرار رہتا ہے، خواہ وہ صورت بینک کے طبق ہے، دنیا اپنی پرانی حالت پر بھسلک آپائے گی۔ ”اقتصادیات نے اسلام کے نظام صدقات و رکوٹہ کی اوجو رنڈا فائنس“ (Logor Nad Finance) ناہی جریدے کے چیف ایڈٹر ڈیڑ روکان شحاتہ پروفیسر شعبہ کا ذہنگ از ہر یونیورسٹی مصر نے اسکن“ نے اقتصادی بحران سے پہنچنے کے لیے اسلام کے مالیاتی نظام کو عملی حل دینے کا مطالبہ کیا ہے۔ مزید تبعوا السبل، شفوق بکم عن سیله، ذلکم انہوں نے دیگر شعبہ جات میں شریعت اسلامی کے موجودہ مشکلات کا واحد حل ہے، قاہرہ یونیورسٹی کے وصالکم بہ لعلکم تھتلون (آنعام ۱۵۳) اور سی اصولوں کو نافذ کرنے پر زور دیا ہے۔ اعلیٰ فرائیسی بورڈ پروفیسر اقتصادیات ڈاکٹر عبد الحمید غزالی نے کہا کہ میر اسید حارستہ ہے، اسی پر چلو، دوسرے راستوں پر نہ چلو، ورنہ وہ تمہیں اصل راستے دور کر دیں گے، اسی کی اللہ نے کم کو تھیت کی ہے، تاکہ تم را ہیاب ہو جاؤ۔

☆☆☆☆

زادہ علی صاحب ملازم کلیہ الشریعہ
دارالعلوم ندوۃ العلماء کی صاحبزادی رابعہ خاتون کا
کراچی میں ۲۷ نومبر ۲۰۰۸ء کو انتقال ہو گیا۔
قارئین سے دعائے مفترضت کی درخواست ہے۔

☆☆☆☆

زمیں میں گویا انسانی یہاں تھیں خود اس تہذیبی کشاکش خوشحال اور فارغ البالی کا سہرہ خواب شرمندہ تجیرہ ہو سکا۔ اور دنیا قفر و افلان کی زنجیروں میں جکڑی رہی، اس وقت ”اے بس آرزو کے خاک شدہ“ کا پورا مظہر مرضی اسی ممالکی صدر جارج بیش نے جو خون آشام جنگیں عالم اسلام میں چھیڑیں اور ان میں اقتصادیات کا بے دریغ استعمال کیا اس سے یہ تباہ پیدا ہوئے ہیں۔

تو کیا عیسائی پوپ بنڈیکیٹ ۱۲۔ اور صدر بیش اپنا اس کارکردگی کے سلسلہ میں کچھ مبتکر ہیں؟!

انسانیت کی مصیبیت

[مغرب کے مشرق سے جدا ہونے کے بعد]

مولانا محمد واضح رشید حسینی ندوی

کر لے گئے ہیں) تو آج دنیا کا نقش ہی کچھ اور ہوتا اور ان مغرب کے عوام اور حکمران طبقہ کے درمیان گمراہ کے دیکھنے لگے کہ یہ دو ہر یافہ کپ ہیں، یہ اولاد کی بھی مل نہیں سکتے اور اگر ملے تو میدان جگہ ہی مل سکتے ہیں اور اگر رقبہ نے تہذیب انسانی بلکہ انسانی کے فنا ہو جائے کہیں اکھا ہوئے بھی تو ایک دوسرے کی بھوکریں گے اور ورقاہ کے بجائے رفاقت و تعاون، ظلم و زیادتی کے بجائے ہدروی وہم آہنگی، تنازع کے بجائے الفت و ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس کی برائیاں نکال کر اپنے دل کی بھڑاس خاندان کی طرح زندگی بس کرتی، لیکن ماڈی علوم، سائنس اور تکنالوجی اور پھر سیاست (Politics) کی بے قید اور آزاد ترقی نے دنیا کو اپنے ہی خبر سے خوشی کرنے کے خطرہ سے دوچار کر دیا اور اقبال کے بھول:

ایک دوسری جگہ قطراز ہیں:-
”اس صورت حال نے جس کی ذمہ داری فریضیں فصل سے ہوا، دونوں سالوں کا یہ اتحاد اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، کہ مشرق و مغرب دونوں کو ایک دوسرے پر عائد ہوتی ہے، اسلام کا اس طبقہ سے مطالعہ کرنے کا موقع قریب آنا چاہئے، دونوں کے درمیان دوری کا تصور فراہم نہیں کیا، جس کا وہ سخت تھا اور جس کی ہر حال میں اور غلائی کے بعد کا تصور ہے، جو مغربی سامراج نے پیدا کیا ہے، اگر یہ شاعر کینگ Kipling نے کہا تھا کہ معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے، انسویں صدی کے وسط میں ”مشرق مشرق ہے اور مغرب مغرب، دونوں بھی مل نہیں جب سامنہ اور تکنالوجی نے بریق رفتاری کے ساتھ اپنے احترام کا محاملہ کریں اور تکنالوجی نے بریق رفتاری کے ساتھ اپنے انتہا پر جو ملکوں کو شروع کیا، اس کا زیریں موقع تھا کہ مذہب سے (جس کا اپنے نظام اور اپنے قومی اور ملکی مفادات کے لحاظ سے کام کرنے کا موقع دیتی ہے، میں سامراجی سیاست کی حقیقت میں دنیا میں بے اطمینانی، گھنکش، گمراہ اور یہاں تک سے زندہ اور تو اتنا نمائندہ اسلام تھا) علم و طاقت کے استعمال کے سچے مقاصد اور انسانیت کی خدمت کا سچے جذبہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر فنقہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”یہ بات اگرچہ ایک ادیب کی زبان سے لکھی ہے، یہ صورت حال اسی وقت ختم کی جا سکتی ہے جب کہ لیا جاتا، ضبط نفس کی طاقت حاصل کی جاتی اور قومیت جو اس صدی کی ابتداء میں فوت ہوا ہے، مگر یہ دراصل ایک Nationalism اور وطن پرستی سے بالآخر احترام تصور ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خاص نظریہ یا تصور کسی سوسائٹی میں کبھی قبول ہو جاتا ہے، اور افراد کے عقائد پیدا کیا جاتا اور قوموں اور ملکوں کے درمیان طاقت کے وجہ بات کے بنا نے اور ان کی پروردش میں اس کا بڑا تجھ مظاہرہ کی اس بخوبی نے سے پریز کیا جاتا، جس نے ہوتا ہے، پھر اسی نظریہ یا تصور کو کوئی شاعر جو اپنی سوسائٹی کا کردیا ہے، اور جن کے ہاتھ میں دنیا کی قیادت تھی ان کے ایک گاؤں میں سٹ آئی ہے، اس بات کا مطالبہ کر رہا ہے کہ زندگی کے لئے تی مخصوصہ بندی کی جائے تاکہ مشرق و مغرب کے درمیان کی طیاری کی جائے اور ایک اس اصول اور کلی کی طرح اس پر ایمان رکھتی ہیں۔

مگر اس تصور نے انسانی مقاوموں کو فروغ ملے اور ایک اس کے بجائے باہمی اتحاد و تعاون کو فروغ ملے اور ایک اس پسند معاشرہ و جو میں آئے جس میں ہر شخص کو احترام رائے کی پوری آزادی حاصل ہو، اپنے نہ ہب اور کچھ کو بے خوف پارہ کیا ہے اور ان کے اندماں میں اندھر پر پریز گاروں کا ہی ہے۔)۔

اگر سامنہ اور تکنالوجی کے ساتھ خوف خدا اور نقصان ہو چکا ہوگا، کیونکہ یہ تصور بنی نوع انسان کے احترام انسانیت اور غیر محدود طاقت و سائل کے ساتھ صالح کی توقع اس ”قرآن العبدین“ کے بعد ہی کی جا سکتی ہے۔ خاندان کو مشرق و مغرب کی دونوں میں قائم کر دیتا ہے، مگر لوگ کہنے کو تو یہ ایک سادہ ہی بات یا تاریخی حقیقت ہے، مگر لوگ ہوتا (جو صرف ایک زندہ اور حیات بخش مذہب ہی عطا

آج اس پات کا ہر طرف چھپا ہے کہ پوری دنیا سٹ کر ایک گاؤں (Global Village) بن گئی ہے، لیکن یہ خام خیالی ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ بات قدیم زمانہ میں تو ایک حد تک صحیح تھی، لیکن اس دور میں گاؤں گاؤں میں گمراہ ہے، ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو برداشت کرنے پر تیار ہیں، بلکہ ایک خاندان کے مختلف افراد یہاں تک کہ والدین، اولاد اور گھرے بھائیوں کے درمیان گمراہ پایا جاتا ہے، ایک مکتب گلروالے دوسرے مکتب گلرو

برہتی ہوئی طیارے کے نتیجے میں سخت گھنکش پیدا ہو جاتی ہے، جو اس سال بھری اور یہی دوسری سال صرف دو دن کبھی کبھی سلحہ تصادم کی صورت اختیار کرتی ہے، عام میں کے فرقے سے شروع ہوئے، دونوں کے درمیان یہ قرب کیا تاکہ گمراہ موجود ہے، حالانکہ تہذیب زندگی کے ہر گھنکش میں گمراہ موجود ہے، حالانکہ تہذیب و تمدن کا تقابلہ یہ تھا کہ آپس میں اتفاق وہم آہنگی ہوتی، رفاقت و تعاون کا جذبہ ہوتا، انسانیت کا احترام ہوتا اور ملکی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ مشرق و مغرب دونوں ایک ہر زمانہ میں ایک تو خیز ترقی پر یا وہ حقیقت پسند تہذیب اور اس کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ مشرق و مغرب دونوں ایک اطمینان و اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے، لیکن یہ ساری چیزیں اب دوسرے کے قرب آئتے ہیں اور دونوں میں فاسطہ کم ہو سکتے ہیں، اس طرح ہر ملک میں گمراہ کی صورت حال پائی جاتی ہے اور اس سیاست کی فلاح کے لئے دونوں میں اتحاد اور تعاون پیدا کیا جاسکا ہے، یا اسکے مسائل پر فوراً کرنے لئے دونوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، صومالیہ، سودان اور جمع ہو سکتے ہیں، مغرب کے ممالک اگر اپنے مفادات کی عراق میں سامراجی امر کی مداخلت اور سیاسی عدم استقرار جسے مشرق کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے تو کم از کم مشرق کی صورت حال سے جانی و مالی نقصان ہو رہا ہے، فلسطین کے ممالک جو مغرب کی تابعداری میں ہیں اپنے مسائل حل میں خوب ریزی کا سلسلہ جاری ہے، جہاں غاصب اسرائیل خون کی ہوئی کھیل رہا ہے اور عالمی طاقتیں اس کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔

حکمرانوں اور عوام کے درمیان اس بڑھتی ہوئی گھنکش کے ساتھ سماحتہ ایسا اور افریقہ کے بہت سے ملکوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ملک کے مالک کے مالک کے ساتھ خاص کر تصب کا محاملہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر قومی اور گمراہی دوری بڑھتی جا رہی ہے اور اسلام وہی چھپتی جا رہی ہے گویا دونوں کے درمیان جگہ کا ماحول ہنا ہوا ہے۔

مشرق و مغرب کے درمیان بڑھتی ہوئی اس گھنکش کے ساتھ سماحتہ دنیا کے چھوٹے ممالک کے حکمرانوں اور عوام کے درمیان عالمی طاقتیں اضافہ کرے جا رہی ہیں اور ملک کے مالک کے مالک کے سے بڑی طیارے کی پریز گاروں کے طلاقتوں کی بے جا مداخلت کی وجہ سے بڑی طیارے کی پریز گاروں کے طلاقتوں کے اضافہ کرے جا رہی ہے، اس کی وجہ بھی ہے کہ بڑی طاقتیں اضافہ کرے جا رہی ہیں جو یہاں کے حکمرانوں پر اپنا نظام تھوڑا چھپتی ہیں جو یہاں کے حکمرانوں پر اپنا نظام تھوڑا چھپتی ہیں موجودہ زمانہ کا شعار ہیں گیا ہے اور یہ گمراہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

نیا سال اس بات کا مطالبہ کر رہا ہے کہ قیام امن

قادیانیت منظر اور پس منظر

مولانا بلال عبدالحی حنفی مددوی.....

ہنگامہ میں اور جب لوگ اچھی طرح سے ماں
ہو جاتے ہیں تو وہ لوگوں کو قادیانی جانے پر لائج دے
کر آمادہ کرتے ہیں، اس وقت بھی ان کو یہ نہیں بتا
کہ وہاں کوئی مدعاً نبوت پیدا ہوا بلکہ ایک بزرگ
حیثیت سے اس کو پیش کرتے ہیں، جو لوگ قادر
اور اس کی تاریخ سے واقف نہیں وہ اس کا
ہو جاتے ہیں اس کے بعد بھی ان کی بڑی تعداد کو وجہ
حقیقت کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنی براءت کا اظہار کر
نہیں۔

بلا آخريہ واقعہ جیش آگیا، یہ ۱۹۰۰ء کی بات ہے، طور پر اور بظاہر منظم اسکیم کے طور پر ہوا اس لیے قبو
کرنے والوں کی ایک تعداد اس کے ساتھ ہو گئی مولوی عبدالکریم صاحب نے جو جمعہ کے خطبہ تھے،
انہوں نے دعووں کا آغاز بھی اسی وقت کیا تھا جب ایک خطبہ جمعہ پڑھا جس میں مرزا صاحب کے لیے
کو اپنی شہرت و مقبولیت کا اندازہ ہونے لگا، اور جیسی نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے، اس خطبہ کو سن کر
جیسے وہ یہ اندازہ کرتے جاتے کہ اب ماننے والوں مولوی سید محمد احسن صاحب امر ہوئی نے بہت بچ
عقیدت اس سے آگے کی متھل ہو گئی وہ فوراً مزید دتاب کھائے، جب یہ بات مولوی عبدالکریم صاحب
دھوی کرتے جاتے یہاں تک انہوں نے وہ آخر کو معلوم ہوئی تو پھر انہوں نے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں مرزا صاحب کو حیا طب کر کے کہا کہ اگر میں غلطی
دعوئی بھی کر دا لاجس کا اندازہ اہل بصیرت کو برا ہیز کرنا ہے تو حضور مجھے بتلامیں میں حضور کو نی احمد ہے ہونے لگا تھا۔

مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں:
مرزا صاحب نے متعدد مواقع پر اندازہ کر لیا
بہت سی پیشین گوئیاں بھی فرمائیں، عام طور پر یہ
ہے کہ اندازہ سے کہنے والوں کی بھی دس باتوں
سے پانچ باتیں صحیح ہو جاتی ہیں، مگر خدا نے حکیم و خبیر
فیصلہ کہ ان کے اندازے بالکل درست نہ ہو سکے،
تاویل درتاویل کرنے کے باوجود بھی بات نہ بن سکے
یہاں پر اس کی صرف دو مشا لیں نمونے کے طور پر پڑھ لیں
کی جاتی ہیں۔

اعتقاد میں علیٰ ہو تو حضور درست فرمائیں، مرزا نوبت ہی نہیں آسکی کہ اس کے بارے میں کچھ غور و فکر کیا جائے، صرف میلہ کذاب کے ساتھ ایک بڑی اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی، ان عہدار ابھی بھی مذہب اور رعومی ہے جو آپ نے بیان کیا، جماعت اکٹھا ہوئی تھی اس کی وجہ خاندانی عصیت تھی میں مولانا شاء اللہ امیر ترسی نمایاں تھے، مرزا صاحب یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن صاحب شخص میں بھرے لیکن جلد ہی اس کا قلع قلع کر دیا گیا اور آج دنیا اس نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک اشتہار جاری کیا جو اپس آئے اور مسجد کے اوپر نہیں لگے جب مولوی میں مولانا کو مناظر کرتے ہو، یہ لکھا "اگر میں ایسا کو جانتی بھی ہے تو کذاب کے لقب سے۔

عبدالکریم صاحب واپس آئے تو مولوی محمد احسن صاحب ان سے لائے گے، آواز بہت بلند ہو گئی تو میرزا صاحب مکان سے لٹکے اور یہ آیت پڑھی "بِاَيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا اصواتكُمْ فوْقَ صوت النَّبِيِّ" (المُجْرَات: ۲۰)

مرزا صاحب نے جس طرح تدریجی کذاب و مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اس کی اشاعت میں تدریجی مراحل اختیار کرتے ہیں، زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہو کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر کرتے ہیں جہاں لوگ بالکل دین سے ناواقف ذلت و حرمت کے ساتھ اپنے اشد شمنوں کی زندگی نبوت کے بعد اس میں مزید تدریج و ارتقاء اور ختہ حال ہوں، وہاں جا کر پہلے مرحلہ میں مالی عدد میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہ کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ ان کی حمارتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تمام انجیاء سے افضل کرے چکے ہیں، کہیں سے یہ بات ظاہر نہیں ہونے دیتے کہ ان کا تعلق قادری یا مرزائی جماعت سے ہے، کذاب مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ و مخاطب پہلوں کو تعلیم دینے کے بھانے سے وہ وہاں زمین سے مشرف ہوں اور مسح موعود ہوں تو میں خدا کے فض

سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ ملکہ بنیں
کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جوانان
کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خدا کے ہاتھوں سے ہے یعنی
طاعون حیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی
میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ خدا کا
کرنا کہ اس اشتہار کے ایک سال کے بعد ۲۵ مئی
۱۹۰۸ء کو حیضہ ہی کی بیماری میں مرزا صاحب فوت
ہو گئے، خود مرزا صاحب کے خو میر ناصر نواب
صاحب کا بیان ہے:

"حضرت مرزا صاحب جس رات کو یکار ہوئے اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکا، اس کے لیے انہوں نے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا طرح طرح کے بزرگ فکھائے کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا جب وحدے وعید کیے اپنی تہائی جائیداد منکوہد کے نام کر دینے میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے کا انٹھا رکیا یہاں تک انہوں نے اعلان کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اس کو میرے نکاح میں دے دیا ہے۔ لیکن مرزا احمد صاحب نے سے مس نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے ایک عزیز مرزا سلطان احمد صاحب سے ان کا نکاح کر دیا، اس کے بعد بھی مرزا صاحب مالیوں نہیں ہوئے اور ان کے اشتہارات کا سلسلہ جاری رہا انہوں نے پھر اعلان کیا کہ "عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی، امید یقین کامل ہے، خدا کی یاتمی، ہر، ثلثتی نہیں، ہو کر یا۔" بعد ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء، اسی برس کی عمر میں وفات پھر سکتی ہے، وہ حکومت، برلن کی، ایسا ہے کہ ہر سکا

دوسری پیشین گوئی جو ہزار کوشش کے باوجود بھی رہیں گی، مرزاصاحب نے اعلان کیا تھا کہ اگر عورت کا پوری نہ ہو سکی وہ محمدی بیگم سے نکاح کا مسئلہ تھا جس نکاح ہوا تو روز نکاح سے اڑھائی سال بعد اس کا شوہر ہیں ”میرا ندہب“ جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یعنی کو انہوں نے اپنی عزت کا مسئلہ بنالیا تھا اور اپنے مرجائے گا، وہ مدت بھی گزر گئی دونوں خوشنگوار زندگی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا نے تعالیٰ کی اطاعت کرے، دوسرے اس سلطنت کی جس نے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا۔

محمدی بیگم مرزاصاحب کے ایک رشتہ دار مرزا پر محول کر دیا اور اعلان کیا کہ میری زندگی میں یہ پیشین گوئی ضرور پوری ہو گی اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میری سائے میں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ شادی کا پیغام دیا، اور ساتھ ساتھ یہ وضاحت بھی کردی ہے، ”(۱) حکومت کے سامنے وہ اپنی اس وفاداری کا شادی کا پیغام دیا، اور ساتھ ساتھ یہ شبہ ہوا کہ رشتہ شاید کہ یہ حکم ربیانی ہے، ان کو جب یہ شبہ ہوا کہ رشتہ شاید مرنزا سلطان احمد کی زندگی میں اللہ نے برکت دی مرنزا بار بار دم بھرتے تھے تاکہ اس کے منافع ان کو حاصل منظور نہ ہو تو انہوں نے ڈرانے دھرم کانے سے کام لیا، صاحب ۱۹۰۵ء میں فوت ہو گئے لیکن مرنزا سلطان ہوتے رہیں، ایک درخواست میں جو لیاقت احمد صاحب اس کے بعد عرصہ تک زندہ رہے، اور یہ نکاح گورنر چنگاپ کو پیش کی گئی ہے لکھتے ہیں، ”میں ابتدائی ۱۸۸۸ء کے ایک اشتہار میں انہوں نے

حاس امت مسلمہ کے لئے امید کی کرن

[مستقبل ہمارا ہے]

ڈاکٹر محمود الزہار

حکومتی اداروں اور وزراء لوگوں میں داخل ہوئے، جن کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے، اب ہمارے پاس سرکاری افراد ہیں، ہم سرکاری مشینی کو چلا رہے ہیں، ہمارے پاس اب تجربہ ہے۔

سوال: مزاحمت اور حسیری کام میں ربط ایک بہت بڑا جعل تھا، آپ اس جعل کا مقابلہ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟

جواب: ہم نے انتظامی امور پر شفاف طریقے سے سنجام دیے ہیں۔ ہم مزاحمت اور انتظامی امور کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے میں کامیاب ہوئے ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مزاحمت صرف اسلحہ اخنانے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلحہ اخنانہ مزاحمت کا حصہ ہے، تحریک کی سوچ انسانوں کے داغوں میں گھومتی ہے، اب یہ سوچ تی دی ہے ریڈ یوپ ہے، یونیورسٹی ہے اور ادارہ ہے، مزاحمت میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ پتھر سے شروع ہونے والی مزاحمت میزائل تک یوچ ہو چکی ہے، جگ بندی کے دوران اسرائیلی خلاف درزیوں کے جواب میں موجود تھکانوں پر بے میزائل اور ۷۰٪ اراکٹ داغے گئے۔

سوال: بعض لوگوں کا کہتا ہے کہ حاس کی پالیسیوں میں تبدیلی آجھی ہے آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

جواب: میں یہ پوچھتا چاہوں گا کہ حاس میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے؟ مزاحمت کی نوعیت میں تبدیلی آئی ہے، مزاحمت نے ترقی کی منزلیں طے کی ہیں، مثل کے طور پر انسان پہلے جاتوں پر سوار ہوتا تھا، پھر اس نے ترقی کی اور اعلیٰ گاڑی پر سوار ہوا، پھر اس نے ترقی کی اور ریل گاڑی پر سوار ہوا، پھر اس نے ترقی کی اور جہاز پر سوار ہوا، حاس میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ اس نے ترقی کی منزلیں طے کی ہیں، اگر حاس نے اس ترقی کا استعمال کیا ہے تو تبدیلی نہیں بلکہ ترقی ہے۔

سوال: آپ اسلام عواید کے تحت بننے والی اتحادی کا کیوں حصہ بننے؟ آپ حکومت چھوڑ کر صرف مزاحمت پر ہی توجہ کیوں نہیں دیتے؟

جواب: حاس نے ۱۰۰ فیصد استفادہ کیا، ہم ایشیان کا بخوبیہ مکمل نہیں ہوتا، حاس کے رہنمای غیر معروف لیکھا ہے؟

حکومتی اداروں اور وزراء لوگوں میں داخل ہوئے، جن کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے، اب ہمارے پاس سرکاری افراد ہیں، ہم سرکاری مشینی کو چلا رہے ہیں، ہمارے پاس اب تجربہ ہے۔

سوال: مزاحمت اور حسیری کام میں ربط ایک بہت بڑا جعل تھا، آپ اس جعل کا مقابلہ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟

جواب: ہم نے انتظامی امور پر شفاف

طریقے سے سنجام دیے ہیں۔ ہم مزاحمت اور انتظامی امور کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے میں کامیاب ہوئے ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مزاحمت صرف اسلحہ اخنانے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلحہ اخنانہ مزاحمت کا حصہ ہے، تحریک کی سوچ انسانوں کے داغوں میں گھومتی ہے، اب یہ سوچ تی دی ہے۔

سوال: حاس نے انتخابات میں حصہ لیا اور حکومت بنا لی، تحریک کے لئے یہ ایک اہم موڑ ہے بلکہ بعض تاریخی ذلیکش نیتے ہیں، بعض یورپی ممالک نے ذرا کم ابلاغ سے دورہ کر حاس سے رابطہ کئے ہیں، بعض تاریخی کی ہے، آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

جواب: حاس قسطنطینی عوام کی حقیقی آواز ہے، قسطنطینی دیزیر خارجہ اور حاس (اسلامی تحریک مزاحمت) کے پوری قسطنطینی اراضی میں پھیل چکی ہے، حاس ایک یونیورسٹی ہے، ایک اسکول ہے، ایک سوچ ہے اور ایک ادارہ

سوال: بعض لوگوں کا کہتا ہے کہ حاس کی انتظامیہ کیارو یہ اختیار کرتی ہے، ان خیالات کا اعتماد رہا ہے،

جواب: حاس اب بہت بڑی تحریک میں تبدیل ہو چکی ہے، پس منزرا کا تحریر کرنے کے ذریعہ ان کے قیام کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ وغایہ کران کو اپنے مذہب میں لانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے ہزاروں کارکن مختلف علاقوں میں

سوال: ڈاکٹر صاحب، سب سے پہلے تو ہم حاصل کیں، تو چانصیں کو اس کی کامیابیاں گراں گزیں، حاس کی موجودگی میں دوسری جماعتیں سکتنا شروع کر دیں تو حاس کے خلاف گھر ایک کرنا شروع کر دیا گیا، اس کے کارکنان پر تکدوں کیا گیا، انہیں گرفتار اور شہید کیا گیا، ان تمام خیالات کے پابند جو حاس نے سوچ کر مرحلہ طے کئے ہیں؟

جواب: تحریک کا آغاز مخفی ہو گوں نے کیا تھا انتخاب میں حصہ لیا۔ معلوم تھا کہ ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم نے عوام کی خدمت کی خاطر اور مسئلہ قسطنطینی کی خلافت کے لئے انتخابات کے معروکے حس میں شامل افراد کی تعداد صرف ایک ہزار تھی جب کہ اس فلسطین کی عطا کی ۲۰ فیصد آبادی حاس کی حادی و کارکن ہے، میں حصہ لیا، انتخابات میں حصہ لیا، بہت بڑا جعل تھا۔

سوال: حکومت کے تجربے سے آپ نے کیا شروع میں ذرا کم ابلاغ میں حاس کا ذریحہ نہیں آتا تھا، لیکن آج اس کے ذکر کے بغیر کسی ثی وی چیزیں یاری یو

جواب: حاس نے ۱۰۰ فیصد استفادہ کیا، ہم ایشیان کا بخوبیہ مکمل نہیں ہوتا، حاس کے رہنمای غیر معروف

آخری بات

کو سمجھی جسیں میں یہ آگے لکھتے ہیں: عمر سے اس وقت تک جو قریبیاً سانحہ بر کی عمر تک پہنچا یہ انتساب ہے کہ سرکار دولت مداریے خاندان علی یہ ہے کہ وہ اسلام کا نام لینے والوں میں جو باطل فرقے ہیں ان کو ہر طرح سے بڑھاوادے رہی ہیں تاکہ ایک طرف انتشار کی فضا پیدا ہو اور دوسری گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے بیش مختار رائے طرف الحق، حق سے بنتے چلے جائیں اور ان کی طاقت کمزور ہوئی چل جائے، اس وقت یونیورسٹی سے نئے فرقے پیدا کرنے کی کوشش بھی جاری ہے، کاشت پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور موجودہ فرقوں کو ہر طرح سے طاقت پہنچائی جائی ہے، حاس امت مسلمہ کے لئے امید کی کرن بن چکی ہے، کے نظریات سے کوئی واقعہ نہیں تھا، آج اس کی فکر کا مطالعہ کیا جاتا ہے، حاس صرف ایک مراجحتی تحریک تھی لیکن اب ہے بلکہ اسلحہ اخنانہ مزاحمت کا حصہ ہے، تحریک کی سوچ انسانوں کے داغوں میں گھومتی ہے، اب یہ سوچ تی دی ہے۔

سوال: حاس نے انتخابات میں حصہ لیا اور بڑے فرقے کے ساتھ لکھتے ہیں: اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ انہوں نے پادریوں سے مناظروں میں جو جوش و جذبہ دکھایا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ پرچہ "نوافشاں" میں جو ایک یہاںی اخبار لدھیانہ سے لکھا ہے، نہایت گندی تحریکیں شائع ہوئیں، اور ان مائنٹنن نے ہمارے نی اندیشی اسی تحریر کے ذریعہ ان کے قریب ہوتے ہیں، تعلیم کے نام پر وہاں قیام کرتے ہیں اور آہستہ ہیں، تعلیمی علیہ و سلم کی نسبت نعوز باللہ ایے الفاظ استعمال کیے تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ کرتے ہیں، ان کے ہزاروں کارکن مختلف علاقوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات کا کوئی ختم (ترجمہ) مجھے تھا ہے کہ میں دعویٰ کروں کہ میں اشتغال دینے والا اٹھپیدا ہو، بت میں نے ان جوشوں کو ان خدمات میں منزدہ ہوں اور مجھے تھا ہے کہ میں یہ کہوں کہ میں اس حکومت کے لیے تحویل اور ایسا قلم ہوں جو اس کو آفات و مصائب سے حفظ رکھنے والے علی ہیکے کہان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الخصب انسانوں کے سامنے بھی آسکے۔

سوال: اہل علم واللہ فکر اور انشور طبقہ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو رہہ علاقوں کی فکر کریں اور کم از کم اگر بیرون نے ان کی اس وفاواری کا حل پہلے بھی دیا تھا، اور آج یہ ان کا خود کاشت پودا بر طائیہ ہی کیا ایمان و عقیدہ حفظ رہے، اور وہ اپنے اسلامی شخصیت میں "برگ و بیاز" لانے کی کوشش میں مصروف ہے، کے ساتھ قائم رہ سکیں اور کوئی آکر ان کو ان کے صحیح ہندو پاکستان میں جب ان کو کہیں پناہ نہیں تو انہوں راستے سے ہٹانے کے۔ جو درخواست انہوں نے لیٹھنیٹ گورنمنٹ نے بر طائیہ کی گردی میں پناہی۔

آخری بات میں یہ آگے لکھتے ہیں: یہ انتساب ہے کہ سرکار دولت مداریے خاندان علی یہ ہے کہ وہ اسلام کا نام لینے والوں میں جو مشکول ہوں کہ کی نسبت جس کو پچاس سال متواتر تجربے سے ایک مسلمانوں کے دلوں کے گورنمنٹ انگلشیہ کی پچی محبت و قادر جاں ثار خاندان ٹابت کرچکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے بیش مختار رائے طرف الحق، حق سے بنتے چلے جائیں اور دوسری کوئی چھیٹیاں میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار اگر بیزی کی طرف پھیروں اور ان کے تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مجھ سے سرکار اگر بیزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور سائل وقچے سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ٹابت شدہ و قادری اور ایسا مطالعہ اور ایسا مطالعہ پھیوا کر اس ملک نیز و مدرسے بلا دار اسلام میں اس مضمون کو شائع کرچکی کر جھی اور میری جماعت کو عنایت اور میریانی کی نظر سے دیکھیں (۱)"۔

آخری بات میں یہ آگے لکھتے ہیں: "مجھ سے سرکار اگر بیزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ تھی کہ

"فلی ان ادعیٰ التفرد فی هذه الخدمات، ولی ان اقول اتنی وحید فی هذه التأييدات ولی ان اقول اتنی حرز و حصن حافظ من الآفات، وبشرني ری و قال ما كان الله يعذبهم و انت فیهم فليس للدولة نظیری و مثلي فی نصری و عونی و مستعلم الدلالة ان كانت من

العنسيين"۔

علامہ شبیل اور مولانا ابوالکلام آزاد



سلمان سید ندوی

مولانا ابوالکلام آزاد اور تالیف سیرت

علامہ شبیل نے مرض الوفات میں تین تاریخی
مختلف باتیں کی گئی ہیں، مولانا آزاد سے یہ کہ: "اگر
تین نیازمندوں کو بھجوایا تھا، علامہ سید سلیمان ندوی،
مولانا حمید الدین فراہی اور مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا
ہو جاتا، ورنہ سب کارروائی بے کار جائے گی" یہ اس
درج ذیل تھا:

"اگر آپ اس اثناء میں مل جاتے تو سیرت نبوی
کے بعد مولانا آزاد ہی اس ایکم کا حق ادا کر سکیں گے،
اوہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم کے بارے میں فرمایا
کہ: "اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا طین سمجھا جائے، گویا
اوہ ایکم سے پوری طرح واقع نہیں تھے، ان کو
پلان سمجھا جائے۔"

مولانا کو یہ تاریخ مل سکا اور وہ نہ پہنچ سکے،
علماء ندوی اپنے دل کے تقاضہ سے مجبور ہو کر تاریخ
بنیری روائے ہو گئے، اور آخری وقت میں اپنے استاذ
دمری کی خدمت میں حاضر ہو گئے، علامہ شبیل نے
وفات سے پہلے ان کو جو آخری وصیت کی وہ یہ تھی کہ
سب کام چھوڑ کر سیرت مکمل کرو، ملیٹ ناز شاگرد نے
کی تالیف سے زیادہ اس عظیم اثاثاں میں جس مالی
جوتا رسمیجا گیا تھا اس کے مضمون کے متعلق جتاب عبد
اللطیف عظیمی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"مذکورہ بالا اقتباس کے بارے میں دو باتیں
جن دونوں علماء نے جلد اول کا مسودہ تیار کیا تھا، اور
کارروائی ہوئے" (۳۸)

اس کے ابتدائی صفات کی تھیں میں الجمال میں
بڑے آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئے تھے، اس
وقت بعض حضرات نے جن کو علامہ سے عطا تھا اس پر
اعترافات کا طوبا ربانندہ دیا تھا لیکن جنہیں بلکہ اس
سلسلہ میں ان لوگوں نے بھوپال کی سرکار عالیہ جہاں
سے بیرت کے کام کے لئے وظیفہ جاری تھا، جس کو
بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی، جس پر علامہ کو یہ تھیں
تھی کہ سرکار عالیہ سے وہ الحاد بندش ہو جائے، اس کا
مفصل تذکرہ مولانا جبیب الرحمن خاں شیروالی کے
نام لکھے گئے خطوط میں موجود ہے، بیرت کے وسیع
پلان کو پایہ تھیں جیل کے لئے علامہ کو جس مالی اعانت کی
ضرورت تھی اس کا تذکرہ خود علامہ نے ایک موقع پر
مولانا آزاد سے بھی کیا تھا، ایک خط میں مولانا کو لکھتے
ہیں:

"آپ نے یہ لکھا کہ کونا کام لکھیں گے، میں
خود بھی بھی چاہتا ہوں، لیکن ابھی تک مختلف مقام
میں سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہیں ہوتا، چاہوں تو
خود سیرت کو ایک مقدمہ مستقل قرار دوں، لیکن ایک
ایکاڈمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام تاریخیں تھیں
کی جائیں، لوگوں کو وظائف پطور فیوض پر دے
جائیں، کسی کا انتخاب کیا جائے، اس فتنے کو ایک
میں مالی بھی چاہتا ہوں، لیکن ابھی تک مختلف مقام
درج ذیل تھا:

علامہ شبیل نے مرض الوفات میں تین تاریخی
مختلف باتیں کیے ہیں، جن دونوں علماء نے جلد اول کا مسودہ تیار ہو کر
بہترین صورت سے تحریر فرماتے ہیں:

جواب: آپ کے قول کے برعکس ہمارے اسلامی

جواب: مصری ہائی میں قہرہ میں فلسطینی
جماعتوں کے درمیان باہمی مذاکرات کی ناکامی کے بعد
واحرام کا رشتہ ہے، ہمارے تعلقات تمام مزاحمت گروپوں
سے اچھے ہیں، حالیہ دونوں میں اسلامی چہاد سے تعلقات میں
جیتنی گرم جوشی رہی ہے وہ سپلے بھی نہیں تھی۔

جواب: اس کا کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

سوال: فلسطینی صدر محمود عباس کی اتحادی اور
لائے ہیں، ہم اپنی قوم کے بیٹوں کے لئے سرمایہ لائے ہیں

اسرائیل کے درمیان مذاکرات کا انجام کیا ہو گا؟

جواب: مذاکرات فلسطینی صدر کی حکمت عملی ہے،

مذاکرات کے علاوہ ان کے پاس کوئی کارڈ نہیں چاہے، ہم کہتے
ہیں کہ مذاکرات ہدف کے حصول کا ذریعہ ہوتا چاہئے، بذات

خود مذاکرات ہدف نہیں ہیں، ہمارے خیال میں مذاکرات

کے لئے گئے تو افضل بن گئے، میں یہاں پر
جب وہ اس دنیا سے گئے تو افضل بن گئے، میں یہاں پر

خرس ہیں؟ یورپی ممالک سے تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟

جواب: ہم امت مسلم کا حصہ ہیں، ہمارا عقینہ ہے
کہ مسلمانوں کی اکثریت حاس کی جائی ہے، حاس ایک

مقبول تحریک ہے، وہ مسلمانوں کے مقاومی سیاست کرتی ہے،

یونانیوں کی جماعت اور مقدونیہ اور مذہب اخلاقی کے
دو میان معاواز کرنا چاہتا ہے، جن لوگوں نے مراجحت ترک کر دی

ہے، ہمارے میان میں کوئی کمی نہیں ہے، رہا
چاہے؟

سوال: حاس کا آپ کیے جگہ کریں گے، کیا وہ
اسلامی تحریک کے لئے ایک مونہ ہے جس کے لئے قدما پر

چوتھا بھی شاہی کرتا ہے، اس کو خوش آمدید کہتے
ہیں، اور جو جو دنیوں کرنا چاہتا ہے، تو ان میں مراجحت ترک کر دی

ہے، ہمارے میان میں کوئی کمی نہیں ہے، اس سے رابطہ کے

سوال: حاس کا تحریک بڑا کامیاب رہا ہے، اس
کی دلیل اپنی جمیں پر ہونے والے تحریکیے اور اسلامی

رہنماؤں کی آراء ہیں، سب نے حاس کے تحریکیے کی تعریف
کی ہے، حاس نے مشکل حالات میں قسطنطینی عالم کی اس

طرح قیادت کی جس کی مثال عالم اسلام میں نہیں ملتی، حاس
نے ایسے مشکل حالات کا سامنا کیا جس کا سامنا کی اسلامی

تحریک نہیں کیا ہے، تمام مشکل حالات اور بڑے بڑے
محلیخی کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے بہت

کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

سوال: بعض اور مذاکرات کے میان میں کہ حاس کی

حربیت میں کیا ترقی ہوئی ہے، تحقیقت حاصل کیا ہے؟

جواب: جب کوئی اس طرح کی بات کرتا ہے تو
محبی خوشیوں ہوتی ہے اگر تھیات ہوتی ہیں تو ان

لوگوں کی خوشی جی دو جائے گی، حاس دوبارہ پہلے سے

اسلامی جماعت سے کامیاب ہو گی، کیونکہ ہم نے قوم کو
کہنے زیادہ اکثریت سے کامیاب ہو گی، حاس دوبارہ پہلے سے

ہو چکا ہے، آج تک اسلامی نظام کوئی ناکام نہیں ہوا۔

سے آپ کیا کہیں گے۔

(جہارت)

بھی لے لو، لیکن الہلال نے اپنی اعلیٰ نسبی خوبی کا ایک محدود بھی خیال ہوتا جاتا ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی برق قرآن کی روشنی میں تیار ہونا چاہیے، ان دونوں ادراہ تحریر کے مقامیں بانا کے آخونک چھپتے رہے، اس نے شرکا نے ادارہ کو اپنی ادبی و تحریری صلاحیتوں مولانا نے ان سے مطالیہ کیا کہ وہ اس تایف کے ایک یا بیش قرآن سے جیسا چکنا چاہیے تھا، نہ چک کے اور وہی کے لحاظ سے جیسا چکنا چاہیے تھا، اس تایف کے نتوش پیش کریں، اسی طبق سے لکھتے ہیں:

”.....جس زمانہ میں مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سیرۃ نبویہ کے بارے میں تذکرے رجھے تھے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں:

”.....ابوعلی عظیٰ اب جس مرستہ الاصلاح میں گئے تھے وہ شبلی کے ایسے ہی نیازمندانی شوق اور سیرۃ کا ایک خاص باب یا سیرۃ کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجئے ”قرآن اور سیرت محمدؐ“ اور اس تربیت یافتگان کا مدرسہ تھا جن کے قلوب الہلاکی دعوت دینی وطنی اور اس کے بانی وداعی دکھلائی کے خود قرآن سے کہاں تک آپ کی شخصیت اور ابوالکلام۔ دونوں کے لئے گھلے ہوئے تھے..... آپ کے وقاریٰ ویام معلوم ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مولانا مدرسہ کے دوسرے اساتذہ بھی شبلی و سلیمان سے بہتر کوئی مقام عربی علوم کے کتب خانے کے نہیں مرحوم کاظم علیہن السلام میں جگدے، ان کی طبیعت میں ایک ارادت و عقیدت کا رشتہ رکھتے تھے، شبلی سے عقیدت دنیا اور سلیمان سے اخوت و محبت کے رشتہ نے تھیں کہ کوئی معاملہ ہو وہ اس کی ابتداء ہمیشہ ابواکلام کو بھی اسی خانوادہ علم و فکر کا رکن بنادیا تھا، اس کرنے کے لئے مجبور نہ ہو جائیں یقین نہیں کرتا چاہتے کی ہم نے سیر کی ہے، اس لئے ہم خوش ہیں کہ مولانا کی توجہ سے قوم کے لئے ایک بیش بہا خزانہ وقف عام انتظامات کی زندگی کو (بہت نقصان پورا چایا اور وہ کوئی ہو جائے گا، مولانا کی تھنیقات کا براحتا رخانے سے تعلق ہے)۔ (۲۳)

مولانا ابوعلی اثری رقطراز ہیں:

”.....یہ مولانا عبد الرحمن اپنے عنوان شباب لوگوں نے ڈائیوہ ان کے اسی ضعفِ یقین و عدم جزم مصلابت ارادہ کا نتیجہ تھا، ورنہ ان سے مخالفت کرنے خال خال ہو گئی، مگر درحقیقت یہ خیال صحیح نہیں، مولانا کا مذاق جس طرح جامع واقع ہوا ہے، اسی طرح ان کا کتب خانہ بھی مختلف علوم پر حادی ہے، تاریخ، ادب، کلام، فلسفہ سب ہی کچھ ان کے کتب خانے میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان کو ایک جگہ سے بہت زیادہ متاثر تھے، ان میں ایک مولانا ابوالکلام آزاد بھی تھے، وہ طلبہ کو خاص طور سے الہلال کے پسندیدیگی ظاہر کی مگر رہنی اپنی عادت کے مطابق اکابرِ مخطوط ہیں، فارسی لشیخ اور شاعری کے مذاق نے قاری شک و ناامیدی کہ اتنا موارد صرف قرآن سے کہاں تک تھے، میں نے بھی الہلال کا مطالعہ انہی کی ترغیب سے استقرار کا عطر بھی مہما کر دیا ہے، قسمی ہونے کے لحاظ سے جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اچھا تم اگر یہ لکھ رہو گے کیا.....“ (۲۴)

علماء شبلی سے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد کی چند منگادشات

یورپ کی چیزیں اپنی ہوئی اکثر کتابیں اس کتب خانے میں ہوئی تھیں، اس وقت انہوں نے کہا: اب موجود ہیں، مطبوعہ ذخیرہ کے علاوہ وہ کتابیں بھی ہیں، جو

”.....چونکہ مولانا شبلی کو تجربہ ہو چکا تھا، کہ علامہ کاظم مولانا سے تھا تعلق یہ طرف تھیں اس پروگرام کا تعلق اگر سیرت سے ہے تو ظاہر تھا، علامہ بھی مقدور بھر مولانا کی جدو ہجد میں تعاون اداہزہ یہ ہے کہ تاریخ بھی مذکور اسکم کا تعلق تھے کیونکہ مولانا سید سلیمان کو جتنا ملک کو جانا چاہئے تھا، فرماتے رہے، اگر مولانا آزاد کی مجاہد اش زندگی کا جائزہ اتنا جان سکا اور ان کی شہرت پر کسی قدر پر وہ پڑا رہا، لیا جائے تو پڑھتا ہے کہ شبلی کے ساتھ دہستان شبلی نے مولانا عبد السلام کو لکھا کہ میں اس لئے انہوں نے مولانا عبد السلام کو لکھا کہ میں تھمارے مقامیں پڑھتا ہوں، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد علامہ کے عاشق زارتے اسی طرح دہستان شبلی بھی علامہ مولانا کو یہ کام پر کرنا چاہئے تھے، مولانا آزاد نے بھی علامہ کی وفات کے بعد اس کا بھی ٹھوٹہ نہیں کیا بلکہ اس اسکم کی بھی مقدور سے بڑھ کر کوشاں و شریک بھی، مولانا ابوعلی اثری لکھتے ہیں:

”ادارہ الہلال سے مولانا سید سلیمان ندوی کی، مولانا ابوعلی افعیٰ لکھتے ہیں:

”مولانا نے اپنے مرض الموت میں اپنی زندگی کے فرگوں کا لمح پونہ میں فارسی کی پروفیسری پر جانے کے بعد مولانا آزاد کی نگاہ دہستان شبلی کے ایک مولانا ابوالکلام کی اس وقت ادبی شہرت کا شباب تھا، دوسرے دُر شاہوار پر نگاہ پڑی اور وہ مولانا عبد السلام آدمیوں کو تاروے کر بلایا تھا، ان میں ایک مولانا ابوالکلام بھی تھے، لیکن اعکس اپنی مل کا اور وہ نہ آئے، اس وقت مولانا شبلی اور مولانا شیر و انبی کی مشترکہ ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ المذوہ کی اور اس سلسلہ میں ان سے طاقت اور سیرت کے متعلق کی وسیت کی حرمت وہ اپنے ساتھ لے گئے، سب ایڈیٹری کا فرض ادا کر رہے تھے، مولانا ابوالکلام تھیں کہ ان کو مولانا شبلی کا بھجھا اسی دلچسپی اور شوق سے پڑھا نے ان کو ادارہ الہلال میں شریک ہونے کے لئے خود مولانا شبلی ہی کو لکھا اور انہوں نے بخشی مولانا ندوی فرماتے، جو مولانا فراہی اور مولانا سید سلیمان ندوی سے ارشاد فرمائے، مولانا کے انتقال کے بعد ان کے خلافہ نے مولانا فراہی کی راہنمائی میں انہی کے مخصوصہ کے مطابق دارِ مصنفوں اعظم گزہ میں قائم کیا، ایک جگہ لکھتے ہیں:

”.....وہ (ابوالحنفۃ ندوی) ایک زمانہ میں شہرت اور نام و نہود کا باعث ہوئے، بغیر نام کے چھپ مولانا ابوالکلام کے ایڈیٹریل اسٹاف میں شامل تھے، مولانا عبد الرحمن عادی کا نہ نہ کھلپتے اسے اداہزہ ہوتا ہے، جو انہوں نے دارِ مصنفوں کے قیام کے بعد مولانا دارِ مصنفوں کے مطالعہ سے پڑھتا ہے کہ وہ ضرور چاہتے ہے کیونکہ انتخاب پڑی تھی، ان میں ایک مولانا سید سلیمان ندوی کو لکھے، بلکہ اس ادارہ کی معمولی سے ابوالحنفۃ ندوی کی تیار ہو گئے تھے، جب ایک زمانہ میں آمدی کی کمی سے اس کا مالی توازن قائم نہیں رہا، تو وزارت تعلیم کی طرف سے ساتھ ہزار کی استغفار رقم سے اس کی مدد کی اور جب تک زندہ رہے ان ناموں پر پردہ پڑھانے سے ندوہ کی اعلیٰ تعلیم اس کا برابر خیال رکھا، اور اس کو اخلاقی مدد پہنچاتے تھے، کہ جو لوگ بھی اور وہ الہلال سے ملکی قائم ہو گئے تھے دفتر الہلال سے علیحدگی کے بعد بھی و ترتیب کی شہرت ماند ہو جانے کا اندیشہ رہے، اس لئے وہ قائم رہے.....“ (۲۵)

مولانا ابوالکلام آزاد اور دہستان شبلی ایک جگہ لکھتے ہیں:

”.....چونکہ مولانا شبلی کو تجربہ ہو چکا تھا، کہ علامہ کاظم مولانا سے تھا تعلق یہ طرف تھیں اس پروگرام کا تعلق اگر سیرت سے ہے تو ظاہر تھا، علامہ بھی مقدور بھر مولانا کی جدو ہجد میں تعاون اداہزہ یہ ہے کہ تاریخ بھی مذکور اسکم کا تعلق تھے کیونکہ مولانا سید سلیمان کو جتنا ملک کو جانا چاہئے تھا، فرماتے رہے، اگر مولانا آزاد کی مجاہد اش زندگی کا جائزہ اتنا جان سکا اور ان کی شہرت پر کسی قدر پر وہ پڑا رہا، لیا جائے تو پڑھتا ہے کہ شبلی کے ساتھ دہستان شبلی نے مولانا عبد السلام کو لکھا کہ میں اس میں رنگ بھرنے کا پورا کام کیا، جس طرح مولانا آزاد علامہ کے عاشق زارتے اسی طرح دہستان شبلی بھی آزاد علامہ کے عاشق زارتے اسی طرح دہستان شبلی نے بھی ٹھوٹہ نہیں کیا بلکہ اس اسکم کی بھی مقدور سے بڑھ کر کوشاں و شریک بھی، مولانا ابوعلی اثری لکھتے ہیں:

”ادارہ الہلال سے مولانا سید سلیمان ندوی کی، مولانا ابوعلی افعیٰ لکھتے ہیں:

”مولانا نے اپنے مرض الموت میں اپنی زندگی کے فرگوں کا لمح پونہ میں فارسی کی پروفیسری پر جانے کے بعد مولانا آزاد کی نگاہ دہستان شبلی کے ایک مولانا ابوالکلام کی اس وقت ادبی شہرت کا شباب تھا، دوسرے دُر شاہوار پر نگاہ پڑی اور وہ مولانا عبد السلام ندوی تھی تھے، وہ اس وقت مولانا شبلی اور مولانا شیر و انبی کی مشترکہ ادارت میں نکلنے والے ماہنامہ المذوہ کی اور اس سلسلہ میں ان سے طاقت اور سیرت کے متعلق کی وسیت کی حرمت وہ اپنے ساتھ لے گئے، سب ایڈیٹری کا فرض ادا کر رہے تھے، مولانا ابوالکلام تھیں کہ ان کو مولانا شبلی کا بھجھا اسی دلچسپی اور شوق سے پڑھا نے ان کو ادارہ الہلال میں شریک ہونے کے لئے خود مولانا شبلی ہی کو لکھا اور انہوں نے بخشی مولانا ندوی فرماتے، جو مولانا فراہی اور مولانا سید سلیمان ندوی سے ارشاد فرمائے، مولانا کے انتقال کے بعد ان کے خلافہ نے مولانا فراہی کی راہنمائی میں انہی کے مخصوصہ کے مطابق دارِ مصنفوں اعظم گزہ میں قائم کیا، ایک جگہ لکھتے ہیں:

”.....وہ (ابوالحنفۃ ندوی) ایک زمانہ میں شہرت اور نام و نہود کا باعث ہوئے، بغیر نام کے چھپ مولانا ابوالکلام کے ایڈیٹریل اسٹاف میں شامل تھے، مولانا عبد الرحمن عادی کا نہ نہ کھلپتے اسے اداہزہ ہوتا ہے، جو انہوں نے دارِ مصنفوں کے قیام کے بعد مولانا دارِ مصنفوں کے مطالعہ سے پڑھتا ہے کہ وہ ضرور چاہتے ہے کیونکہ انتخاب پڑی تھی، ان میں ایک مولانا سید سلیمان ندوی کو لکھے، بلکہ اس ادارہ کی معمولی سے ابوالحنفۃ ندوی کی تیار ہو گئے تھے، جب ایک زمانہ میں آمدی کی کمی سے اس کا مالی توازن قائم نہیں رہا، تو وزارت تعلیم کی طرف سے ساتھ ہزار کی استغفار رقم سے اس کی مدد کی اور جب تک زندہ رہے ان ناموں پر پردہ پڑھانے سے ندوہ کی اعلیٰ تعلیم اس کا برابر خیال رکھا، اور اس کو اخلاقی مدد پہنچاتے تھے، کہ جو لوگ بھی اور وہ الہلال سے ملکی قائم ہو گئے تھے دفتر الہلال سے علیحدگی کے بعد بھی و ترتیب کی شہرت ماند ہو جانے کا اندیشہ رہے، اس لئے وہ قائم رہے.....“ (۲۶)

جرأت و بے با کی کی شاہ کلید

عبد الرحمن ندوی

مفتک اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی پر ایک تاثراتی تحریر

لیے "ید بینا" تھا، اس کی آواز ہندوستان کے گوشہ میں
گوشی تھی تو پورے عالم میں اس آواز کی بازگشت سنائی
دیتی تھی۔

کسی نے کہا تھا کہ بورپ میں جو کام اکاؤ میں
کرتی ہیں وہ ہمارے بہاں ایک آدمی کرتا ہے۔ یہ بات
اس فرد پر پوری صادق آئی تھی، اس نے چھوٹی بڑی
سیکروں کتابیں لکھیں، ہزاروں اسفار کئے، نہ جانے کتنی
جھیکیوں اور داروں کی رکنیت وحدارت قول کی، دن
کو ہزاروں انسجوں پر گرجا، راتوں کو رویا، لیکن سب کے
بچھے ایک ہی محک تھا ایک ہی داعیہ تھا، ایک ہی اپرٹ
تھی، اور وہ تھی دین کی خدمت اور اسلام کی دعوت، وہ
درامل اسلام کا شخص دایتی تھا۔

اس کے کارنامہ حیات پوری ایک صدی پر صحیط
ہیں، وہ جیسوں صدی کا مفکر، رہنماء، قائد، داعی اور دین
کا چاپاہی تھا، اس کی شخصیت اتنی ہسکر اور بہشتِ بہل
تھی کہ علم و عمل کے جس کوچ میں قدم رکھے اس کے قش
نے خصوصی نہ رکالے، کتنے تعریقی جلے ملک و بیرون ملک
و اقتات اس کی تقدیق کرتے تھے، اس لیے کہ وہ
منفرد کئے اور تحقیقی مقالات لکھے گئے، لکھتے جا رہے
قوموں کی تاریخ سے نہ صرف واقف بلکہ قلمخاتاری کا
ماہر تھا، سخت سے سخت حالات میں اس کے پائے ثابت
ہیں، اور لکھتے رہیں گے، کیا قرآن کیا حدیث، کیا تاریخ
دادب، کیا سیرت و سوانح، کیا اقوام و ملک کی تفییات، کیا
ادب و انشا پردازی، کیا خطابات و کتابت، کیا ترکیہ
و سلوک، غرض ہر وادی میں اس نے ائمۃ نقوش
چھوڑے ہیں لیکن اس کی گواہ گوں سرگرمیاں
اور متعدد کاؤشیں سب ایک نقطہ میں ست جاتی ہیں وہ

تھی چنانچہ جب اس نے علم کے نور سے اپنے سیدہ کو منور کیا
نقطہ ہے "دعوت دین حق" اس کی کوششوں کا محور صرف
اکابر و ملت کی ضیاپاش کرنوں سے اپنے افکار و خیالات
دین کی خدمت اور اسلام کی دعوت تھا، اس نے اپنی
کوہنی بخشی تو پھر نہ صرف وہ بتعذیز میں چک اٹھا بلکہ وہ
آسمان رشد و بہادت پر ایسا چکا کر عرب و جم سبھی اس کی
حفاظت کے لیے اٹھایا، اپنی ذات کو نہیاں کرتے،
یا شہرت و عزت عہدہ و منصب، مال و مہاجع حاصل کرنے
کے لیے پکھنیں کیا، کیوں؟ وہ اس سے بلند تھا، اس کی
نگاہ کسی اور دنیا کو دیکھ رہی تھی۔

اس کے اغراق کی بلندی، اور تو اسخ و بے نقصی
کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس نے اپنی ذات

وہ غیر معمولی انسان ہے وقت کے جلیل القدر عالم
نے زجل موهوب "کا خطاب دیا تھا، یقیناً وہ اس کا
سخت تھا، حق و باطل کے معروک میں ہمیشہ سینہ پر رہا، ملت
اسلامیہ کی ہر شکل میں رہنمائی کی، اس نے زندگی میں
رہنمائی و قیادت کے لیے برپا کیا تھا اور وہ تقریباً پوری ایک
جس سے متعلق جو فیصلہ کیا اس پر تادم حیات قائم رہا، اس
مدی ملت کی رہنمائی کرتا رہا، آج آئمہ مسال کا عرصہ ہوا وہ
تکمیل کے روضہ میں مشینی نیند سو رہا ہے، جس کی وفات پرست
کبھی لوگوں کو اس کی رائے غلط معلوم ہوئی تھی تو بعد کے
جانے کئے مقامیں شائع ہوئے، کتنے رسالوں و جزیدوں
کا چاپاہی تھا، اس کی شخصیت اتنی ہسکر اور بہشتِ بہل
تھی کہ علم و عمل کے جس کوچ میں قدم رکھے اس کے قش
نے خصوصی نہ رکالے، کتنے تعریقی جلے ملک و بیرون ملک
و اقتات اس کی تقدیق کرتے تھے، اس لیے کہ وہ
منفرد کئے اور تحقیقی مقالات لکھے گئے، لکھتے جا رہے
قوموں کی تاریخ سے نہ صرف واقف بلکہ قلمخاتاری کا
ماہر تھا، سخت سے سخت حالات میں اس کے پائے ثابت
ہیں، اور لکھتے رہیں گے یہ سب مقبولیت کی دلیل
ہیں کبھی ڈمگاہت نہیں آئی تھی، امت مسلمہ کی ہر نازک
موقع پر اس نے دشمنی کی، وہ صرف اپنی قوم کا بھی خواہ
نہ تھا بلکہ پوری انسانیت کا ہمدرد و بہی خواہ تھا وہ پوری
رائے بریلی، جہاں شاید اس وقت بھلی تو کیا لال میں بھی
انسانیت کو خدا کا نہیہ تصور کرتا تھا۔

"خیز چلے کسی پر تڑپتے ہیں ہم امیر" کا سچا
صدق تھا، سارے جہاں کا ورد اس کے سید میں پہاں
کوہنی بخشی تو پھر نہ صرف وہ بتعذیز میں چک اٹھا بلکہ وہ
آسمان رشد و بہادت پر ایسا چکا کر عرب و جم سبھی اس کی
جاتی مالی نقصانات کے واقعات پر اس کی بے چینی
کرنوں سے کب فیض کرنے لگے، اس کی لگائی ہوئی
زمدہ بیویت ہے، وہ اپنی جگہ میں بیٹھ کر صرف بے چین نہ
بلیں سے اپنی پیاس بچانے لگے، اس کی متوازن لگری
نیا دوں پر اپنی زندگی کی عمارت تعمیر کرنے لگے، بڑے
ہوا بلکہ اس سے جو بن پڑا اپنی تقریر و تحریر اور اپنے
لے سلاطین اور امراء و وزراء اس کی درکی جگہ سائی کرنے
اوہ اس آگ کو جھایا، یقیناً وہ ملت کے

انالذدوانا الیہ راجعون!

احمیڈ احتیاڑ صاحب کو صدمہ
دار العلوم ندوۃ العلماء کے تحریرات کے
احمیڈ جناب احتیاڑ احمد صاحب کے والد خلیل احمد
صاحب کا مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۸ء کو تقریباً ۹۹ سال
کی عمر میں آبائی وطن سلطانپور میں انتقال ہو گیا۔
نماز جنازہ حضرت مولانا سید محمد رالم حنفی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء نے پڑھائی۔

مرحوم بڑے معتدل اور سادہ مزاج کے تھے،
دینی جذبہ رکھتے تھے، اپنے ایک لڑکے کو دارالعلوم
ندوۃ العلماء میں تعلیم دلائی، قارئین سے دعاۓ
مغفرت کی درخواست ہے۔

مشی عبدالیمع کا انتقال

شعبہ تحریرات دارالعلوم ندوۃ العلماء کے
فعال کارکن مشی عبدالیمع کا مورخہ ۲۵ نومبر ۲۰۰۸ء
کو محقر علالت کے بعد انتقال ہو گیا، مرحوم نیک
طبعت اور ہمیشہ لوگوں کے کام آتے تھے، قارئین
سے دعاۓ مغفرت کی درخواست ہے۔

آہ! منظور احمد عباسی مرحوم

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ریسرچ میڈیا سنتر
کے فعال کارکن اور پاٹخ و بہار شخصیت کے مالک
منظور احمد عباسی کا ۱۴ جنوری ۲۰۰۹ء کا انتقال ہو گیا۔
مرحوم بہت ہی خوش مزاج، ملسا را اور شاعر
بھی تھے، اتر تخلص تھا، قارئین سے دعاۓ مغفرت
کی درخواست ہے۔

☆☆☆

ہابت بھی کر دیا، آج پھر ضرورت ہے ٹھی جیسے جو ہر
شاس اور علم دوست و قدر شاہس کی جس نے حضرت
اسلامیہ یا ہندوستان کے بعض نامور کتب خالوں میں
آزاد کو اپنے دل کے اتنا قریب کیا کہ سن و سال کافر ق
مکون ڈالیں، مولانا کی علی بخشونے ان کا شرعاً لگایا، اور
بیش بہار قیس صرف کر کے ان کی نقلی سمجھا کیں، ان
تمام ہاتھ کے علاوہ ایک بڑی بات یہ ہے، کہ بیش کی
کوشش اور جانشنازی کے قوم کے لئے اسلامی لٹرچر کا اعلیٰ
ریزین منتخب حصہ ہمیا ہو جائیا، جسکی قابل سے قابل اور
قابل سے فاضل مہربوں کی تکمیل سے بھی ہمکو قصہ نہیں،
مولانا کے کتب خانہ میں کسی کتاب کا نہ ہونا اس امر کی
دہلی ہے کہ یہ کتاب ہمارے موجودہ علمی لٹرچر کے لیے
کارامہ نہیں ہو سکتی۔ (۳۶)

حوالی

۳۶۔ شیلی کی علی وادی خدمات.....مقالہ:
شیلی اور ابوالکلام آزاد، عبداللطیف عظیمی (ص: ۵۶)
۳۷۔ مکاتیب شیلی، مرجب: علامہ سید سیلمان
ندوی، (طباعت ۱۹۹۵ء ص: ۲۸۸)
۳۸۔ مکاتیب شیلی، مرجب: علامہ سید سیلمان
ندوی، (طباعت ۱۹۹۵ء ص: ۲۸۵)
۳۹۔ امام البند مولانا ابوالکلام آزاد، مؤلف:
غیرت اسلامی اور جوشنی کا مجھے بدہیات چیسا یقین
ہے، اور اس کی ایک نہیں بلکہ بیسوں شہادتیں میرے
سامنے ہے ہیں، جب تک صحیح ذرا کی یقین سے
حالت معلوم نہ ہو جائیں، یقیناً اس کا متحق ہے کہ
فیصلہ کرنے میں جلدی تکی جائے۔ (۲۷)
مولانا ابوالکلام آزاد، مؤلف: مولانا ابوالکلام آزاد، مؤلف: (طباعت ۲۰۰۵ء ص: ۲۲۳)
مولانا ابوالکلام آزاد، مؤلف: (طباعت ۲۰۰۵ء ص: ۱۳۱)
مولانا ابوالکلام آزاد، مؤلف: (طباعت ۲۰۰۵ء ص: ۱۳۳)
ڈرامائی انداز سے عجائب زار بھی میں ہوئی تھی، کون
جاناتا تھا کہ یہ ملاقات عالم اسلام کی تاریخ کا ایک اہم
حصہ بن جائے گی؟ کون جانتا تھا کہ ایک ایئر پر دوسرا
مصطفی: دوتوں استعمار کے خلاف بغاوت کے نتیجہ
و محاربوں نہایت ہوں گے؟ آج دوتوں نادرة روزگار
شخصیتوں کے موبینین وہ خاتم جو چاہیں لکھیں لیکن
و اقدیم یہ ہے کہ یا جو جی شہر بھی میں دوتوں کی نتیری
ملقات اس بات کا پیش خدمتی کر دوتوں "یا جو جیت"
سے جہاد میں شانہ بٹانے ہوں گے، وقت نے اس کو
تحریر جات۔ ارجمندی ۲۰۰۹ء

۳۶۔ الدروہ ذی الحجه ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء
۳۷۔ الہمال نج: ۱۴ شوال ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء
☆☆☆☆☆

بغیر اندر کے دہشت گروں کے مل ہوئے ممکن نہیں،
دہشت گس کے نام میں ۵۰ فیصد "بیم" کا ہے وہاں اتنی
چوکسی نہ رکھنا جس سے وہ بار بار دہشت گروں کا شانہ
بنتا ہے بذات خود اہم سیاسی مسئلہ ہے Secret
اور Security ایجنسیز اس کے لیے ذمہ دار ہیں،
میڈیا اور لوگوں کے ذہنوں پر اب تک ممبی کا واقعہ چھایا
ہوا ہے۔

۱۱/۲۶ داخلي یا خارجي دہشت گردی کا نتیجہ

ائیش احمد صدیقی ندوی

ممبی میں دہشت گروں کا حملہ ایک ایسا
اور بعد کے حالات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے
تو ہمیں اس بات کا مکمل اندماز ہو جائے گا کہ ہم اس
واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق و تفیض نہیں کر رہے ہیں،
مک کی انتقامی پولیس اور خیر ایجنسیز کو اس طرح کے
وقائع کا تقسیلی اور ہمہ جتنی جائزہ لینا ہو گا نہ کہ
انترپلٹ طاقتلوں کے دباؤ میں آکر ہم عمل
اور Reason کا دامن ترک کروں، ہمیں اس
طرح کے ہر واقعہ کے مالہ و ماعلے کے ایک ایک
جز پر اچھی طرح تحقیق کرنی ہو گی جب جا کر ہم اس
طرح کے واقعات کی حقیقی کو سمجھا سکتے ہیں، اور اس کے
کرنے اور کرانے والوں تک ہم پوچھ سکتے ہیں۔

بہر حال حقیقت جو بھی ہو یہ بات قطعی طور پر کسی
جا سکتی ہے کہ ہندوستان میں دہشت گردی کے کسی
وقت میں کوئی ہندوستانی مسلمان ملوث نہیں رہا
ہے، دہشت گردی کے نام سے باری مسجد کی شہادت
کے بعد سے اب تک بھتی گرفتاریاں ہوئی ہیں، پیشتر

بغیر شوہر بیویوں پر بھی غور کرتے کہ اتنے بڑے حلے کی
ان پولیس افران کا قتل ہے جسے میڈیا والے بالکل
فرماویں کر رہے ہیں، خبروں کے مطابق انہیں دہشت
گروں نے ATS چیف ہمکنٹ کر کرے، ان کا ورنر
میں داخل ہوا، میں سے NSG کے آئے میں اتنی
امبیشنٹ و بے سلکرا اور ACP اشوك کا منہ کو بھی
تاختیر کیوں ہوئی؟

اس سے ایک بات کا علم ہوتا ہے کہ دہشت
گرد ہمارے درمیان بھی ہیں ورنہ اتنی شدت کا حملہ
کے مالیگاؤں بم بلاست کیس کی تحقیق میں ایمانداری

سے لگے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے
پہ اسرار ذرا مادہ ہے، جس میں بہت سے حقائق پہنچاں
سادھو، سادھوی، کریں پر وہت اور دیگر سیاستدانوں
کے نام آرہے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ ان ہمیں اہم
پولیس عہدیداران کا قتل اتفاق نہیں بلکہ سوچی بھی
ممبی میں دہشت گروں کا حملہ ایک ایسا
اور بعد کے حالات کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے
تو ہمیں اس بات کا مکمل اندماز ہو جائے گا کہ ہم اس
معلوم ہوتے ہیں، ماضی میں بھی ملک میں ایسے
وقائع پیش آتے رہے ہیں جنہوں نے نہ صرف
ہندوستان بلکہ ساری دنیا کو جنہوں کر رکھ دیا، ممبی میں
اسکیم کا ایک جز ہے۔

در اصل ہندوستان ایک زمانے سے دہشت
گروں کے نشانے پر ہے اور وہ بھی خارجی نہیں بلکہ
سوال یہ ہوتا ہے کہ ممبی جیسے اہم تجارتی شہر پر اس قدر
مشتمل و مر بوظ حملہ کا پلان بنایا گیا، دہشت گرد آئے
داخلی دہشت گردی، گاندھی جی کا قتل، اندر را گاندھی کا
بخاری مقدار میں اسلہ اور گولہ پاروو کے ساتھ
نوعیت کے طاظے سے دہشت گردی تھی، تینوں اہم پولیس
میں گھس کر پناہ گاہ بنالی، تین اہم پولیس افسران کو قتل کیا
اور اس کے بعد کئی دنوں تک گولیاں چلا کتے رہے
اور اس کے حالات واقعات پر غور کرنا ہو گا اور ان

اور تھاری Security Agencies کو اولاد
حالات کے ظاظر میں اس واقعہ کو دیکھنے سے بہت سے
تو پہلے سے اس کا علم نہیں ہوا اور جب ہوا تو اس کو قابو
سوالات کے جواب مل سکتے ہیں۔ ان سوالات
واقعہ میں کوئی ہندوستانی مسلمان ملوث نہیں رہا
ہے، دہشت گردی کے نام سے باری مسجد کی شہادت
کے لیے تیار نہیں ہے حالانکہ معقول بات یہ تھی کہ ہم

دہشت گردی کے اس واقعہ کا ایک اہم جزو تھا
ان پولیس افران کا قتل ہے جسے میڈیا والے بالکل
خبر اعلیٰ جس کو کیوں کر رہے ہوئی؟ کوئی گارڈ کو اس کا علم
فرماویں کر رہے ہیں، خبروں کے مطابق انہیں دہشت
گروں کو دہشت گردی کا بھی خیال تک نہیں آیا
اور کیوں سوچیں جبکہ انہوں نے مک کی تحریر و ترقی
میں زبردست کردار ادا کیا ہے وہ یہاں آبادہ واجداد
لے گئے، پہلے کے علماء اس سے بے نیاز تھے، تو دنیا
سے رہتے چلے آرہے ہیں آریوں کے برخلاف
قتل کیا، یاد رہے کہ ATS چیف ۲۹ ستمبر ۲۰۰۸ء

اس سے ایک بات کا علم ہوتا ہے کہ دہشت
گرد ہمارے درمیان بھی ہیں ورنہ اتنی شدت کا حملہ
کے مالیگاؤں بم بلاست کیس کی تحقیق میں ایمانداری

شاید اس مدد زدہ ہے اس صفت کو ایسی لیے اپنا لیا جائے،
وہ دوسرے کی اصلاح کی طرف متوجہ کرنا، جس طبقہ سے ہم
کلام ہوتا ہے ذمہ داری اس کو بایوڈلاتا، اس کے امراف کی
بات میں کیسی تاثیر پیدا ہو گئی، کہ شاہ و گدہ، امیر و فریب،
تفصیل اور دو ای جو جو زیر کرتا ہے، لیکن یہ
تاجر و مدد ورنی آدم کا ہر طبقہ کیاں ملتا رہتا ہے۔
سب کچھ حکمت دوت اور صلح کے ساتھ کرتا ہے،
کام خود رکن رعایم، اور اپنی ذات کے لیے اقسام اس کے
کلموں انسان علیٰ قدر عقولہم اور آنزوں انسان
علیٰ منزلہم کا پورا پورا ماحاظ رکھتا تھا، سبکی وجہی کا اس کی
حضرت مولا نا سید محمد راجح صاحب ندوی جنہوں
نے نہ صرف ان کو قرب سے دیکھا ہے، بلکہ شب و روز
ان کے ساتھ رہے ہیں، خلوت و جلوت کے رازدار ہیں،
اور لوگوں کے ساتھ ان کے برہناء سے خوب واقف ہیں،
پیدا کی تھی وہ تھی استغفار کی صفت، دینا اور دنیا والوں سے
دراز کرنا تو یہ جرأت ہرگز نہ پیدا ہو پاتا۔

"مولانا کی دو قیامتیں خاص طور سے قابل
بے نیاز تھا، اس نے جادو، حشم، عہدہ و منصب اور مال و متاع
ڈاکٹر یوسف قرضاوی صاحب نے مولا نا علی
کونگاہ اٹھا کر دیکھا، اس کے نزدیک یہ سب چیزیں
انسان کے تباہ تھیں نہ کسان ان کے تباہ، سبکی وجہی کہ
دکر ہیں، ایک تو مکہ حدیک و سمعت قلبی کہ ہر کتب فکر
دیکھا اپنے بھاری بھاری رقصیں ایوارڈ کی شکل میں تھے تو اپنے
دوسروں کی دو قیامتیں دیکھا کر دیکھا، اس کے قدموں پر گری پڑتی تھی اور وہ جو کریں مارتا تھا،
دوسری صفت دوسروں کی دل آزاری سے پرہیز،
چنانچہ بھاری بھاری رقصیں ایوارڈ کی شکل میں تھے تو اپنے
دوسروں کا نہ اچاہنا یا اتنا قائم لیتا مولا نا کے بیہان بالکل نہ
درکار ہے، وہ "زہد واستغفار" کی صفت تھی، اس نے کبھی
کوئی سرچہ دھوکہ ہو جاتا تھا کہ مولا نا اپنے فلاں خاف
کی سامنے دست سوال دراز نہ کیا، نہ اپنے لیے، نہ
آخرون میں اپنے مریعن کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کیسے ان
کا علاج کر سکتا ہے؟ ہم نے عرض کیا اپنے لیے تو آپ
ضروریات تھیں، زندگی کے قاضے تھے، لیکن وہ جانتا تھا کہ
میں نہیں رہے ہیں، فرمایا: یہ لوگ اس کا فرق نہیں
کرتے، وہ ہمیشہ آپ ہی کو دست سوال دراز کرنے والا
یہ مردزاد جس کو امنا ز خروانہ عطا کیا تھا،
جو ان دنیا داروں کے سامنے اسی چیز پیش کرتا ہے جس سے
سچتے رہیں گے۔

اسوس! آج معاجم خود مرض میں جتنا ہے، علاج
مکمل ہے، جب امراء ملائیں، ارباب اقتدار
حسن پھری سے کسی نے پوچھا آج علماء کیوں
کون کرے؟ کہاں سے زبان میں تاثیر، اور دل میں
بے وزن ہوتے جاتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: آج
جرأت پیدا ہو؟ اس لیے کہ استغفاری جرأت و بے باکی
اس کے لئے وہی طرف لپھائی ہوئی تھوڑی بلکہ
ایسا عسوی ہوتا تھا کہ کوئی شخص ہے جو پہلا کی بلندی سے
لگے ہیں، پہلے کے علماء اس سے بے نیاز تھے، تو دنیا
وہ جو پیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھائے
والے ان کے محتاج تھے، آج وہ خود ان کی چیزوں کے
اگر کوئی لفڑ اور قابل اصلاح بات محسوس کرتا تو بلا خوف
حتاج بن گئے ہیں۔

قبل کے اخبارات پر نگاہ ڈالنے، ہندوستان کے مختلف اعلیٰ تعلیم اور بلند و بالا موقع سے محروم کر دیں، جب کے بڑے اہم اہم سادھوست، سادھوی، بی بے پی موبوں میں اکثریت کے ذریعہ اقلیت کوستانے، تک کسی کا جرم ثابت نہ ہواں وقت تک کوئی کسی کے کے خیانتیز فوج کے جرز کر لیں اور میر بھی آ رہے تھے، ڈرانے اور دہشت زدہ کرنے کے شرمناک واقعات لیے حتیٰ طور پر "دہشت گرد" کا لفظ بھی استعمال نہیں بہر حال جو حکام میڈیا کو کرتا چاہئے تھا اسے مرکزی کر سکتا کیونکہ یہ تہمت اور گالی کے مرادف ہو گا چہ آپ کو بیس گے، اسی طرح کوئی بھی بیم خادشہ ہواں کے فوراً بعد بغیر بیوت کے کسی مسلم تنظیم کو اس کا ذمہ جائیکہ مارنا اور ستانا، مگر بہت افسوس ہے کہ جن کو سمجھا اور حافظ ہونا تھا وہی قائل ہو گئے ہیں جن کو دیکھ کر تحفظ دارقرار دے کر بے دریغ مسلم نوجوانوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہو جاتی ہے، انہیں تعذیب کا نشانہ بنایا جاتا کا احساس ہونا تھا، انہی کے دیکھنے سے انسان کی جان شکا نہ ہب کا کوئی معاملہ ہے تو مخفی بن جاتا ہے، لئے لگتی ہے اور خوشحال گھر انوں کو ویران و برباد نہیں ہے، ہستے اور خوشحال گھر انوں کو ویران و برباد نہیں ہے تصریح اور تحریک شروع کر دیتی ہے، حکومی سطح پر کوئی واحد اوتا ہے تو حکومت کے تین ایک مخفی روایا اپنا تھیت کردار چھوڑ کر منصب کردار کا پہلوانی ہے،

ہمارا ملک صحیح ڈائرکشن پر جعل رہا ہے؟

ان غلط فہمیوں کے ازالہ اور فرطائی طاقتلوں کے لیتا ہے اسی طرح قتل، زنا اور چوری ڈیکھ کے بہت ذہن کو موڑنے میں یقیناً میڈیا کا بھی نہایت اہم کردار سے معاملات کو بالکل اپنے باہمیں لے کر فریق کی ہے، اب چاہے دہلی کا واقع ہو یا راجستان کا، ہو سکتا ہے، میڈیا کو چاہئے کہ غیر جانبداری کے ساتھ طرح لڑنا شروع کر دیتا ہے جب کہ ہزاروں اسی کی واقعہ کے سارے پہلوؤں پر غور کرے، یہ نہیں کہ کسی نے ایک بانگ لگائی بس کیا تھا سب نے اس کی گزر جاتا ہے، حالانکہ میڈیا کا کام یہ ہے کہ غیر جانبداری کے ساتھ سارے واقعات، معاملات کو بلوٹ بتا کر نہیں، سادہ اور بے گناہ مسلمان باانگ سے راگ ملایا اور واحد کارخانی مخصوص سست نہیں ہے، اگر میڈیا حقیقت شایی کے ساتھ اور حدائق کو پیش کرے تو حقائق کھل کر سامنے آنے اور سب میں انصاف طلب کرے حکومت کے تین لگیں، اور ممیتی کے واقعہ میں تن اہم پوس افران کا عدم استحکام اور پالیسیوں کے مخفید ہونے کے سلسلہ کو بغیر کسی وجہ کے ستایا گیا، ایک طالب علم کو مارا بیٹا گیا مرتا کوئی محض اتفاق نہیں ہو سکتا، یقیناً اس کے پیچے میں ڈکا عمومی ہونی چاہئے اگر میڈیا حکومت کے اوس کے لکھن کا شاختی کارڈ اور ادارہ کے شاختی رخ کو درست کرتا ہے اور عمومی طور پر حقوق کی بیانیابی کاڑ کو پھاڑ کر اس کے منہ پر مار دیا گیا، یہ سب کیا ہے طریقے سے اس کی تفتیش کی جائے تو وہ راز کھل جائے کام انجام دیتا ہے تو میڈیا کی یہ کوشش ایک بیٹت دہشت کا محل پیدا کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ مدرسون گا، مگر کسی اخبار یا TV چیل نے اس سلسلہ میں معاشرہ کی تخلیل کے لیے ایک کامیاب کوشش ہو گی۔

حقیقت پسندی کا اعلیٰ درجہ کے امن پسند اور قانون کی پابندی کرنے والے شہری ہوتے ہیں انہیں ATS چیف کی موت کی جانچ کرائے جانے کے پہلے ADA بنا اس کا جب غلط استعمال دہشت گرد بتا کر ستانا، ہراسان کرنا، ان کی عزت سوال کوٹھا کر اس جانب ایک اہم قدم اٹھایا تھا مگر ہواتو پر اس کا بھی غلط استعمال ہوایا اس دہموں کو بیس ہو چکا کیا ہے؟ کیا یہ مشینریاں اپوزیشن اور کانگریس دنوں کے دباؤ میں اسے کچھ سے دہشت گردی پر کنتروں نہ ہو سکا تو اب مزید دو مل بہت سارے استعاری عزم کرنے والے ممالک کی مجید ایجنسیاں دوسرے ممالک کے معاملات میں منتظر ہے ہیں اور بہت سے سوالات تھیں جواب خطرناک حد تک دخل ہو گئی ہیں اور وہ اپنے مختلف ہماری ہیں جس سے تھک آ کر مسلمان اپنے بچوں کو گردی کو بے نقاب کر رہی تھی، جس میں ہندوستان

دوہشت گردی کے کہتے ہیں؟ بے گناہ اور نہیہ اغراض و مقاصد کے لیے ملک میں فساد پھانچا چاہتی ہیں اور تدقیقی ترقی ائمہ کی مروون ملت ہے، لا الہ الا ان شہریوں اور بہت سی فاطمی ذہن رکھنے والی طاقتیں انہیں Civilian بمباء ری کرتا، ان کی جان مال، عزت آبرو کو نقصان تعاون پیش کرتی ہیں اور یہ طاقتیں ملک میں انتشار پھوپھانا، حقوق سے محروم کرنا نیز عدم تحفظ کا شکار بنتا آثار و نشانات قائم ہیں، پتہ ہے ان کے آثار و روابیات اخلاق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو ایک ایسی بھی دہشت گردی ہے، حکومت اور انتظامیہ کا کام ہے سے واقع ہے، یہاں کی اہم تاریخی مواریں ان کی خان جنگی میں جتنا کرنا چاہرہ ہی ہے جس میں ملک، عوام غلظت نے عدل و انصاف کی روایات کی علیحدگاری ہے، اور خود ان طاقتلوں کا نقصان ہو گا، ملک بدانی کا ایک ملک میں ہے تو آپ سمجھ لیں کہ ملک میں دہشت کا ماحول فروزان رکھا بلکہ اس کی حفاظت کے لیے تین من دن اپنے چھائے گا اور ساری اگریزوں سے جنگ کی، ان کی ایذا ایسیں اور مرا ایسیں ترقیاں رک جائیں گی، واضح رہے کہ اسلام، مسلمان خالم کو اس کے ظلم کی عبرت اک سزا میں، لوگ ملک میں امن و امان سے زندگی گزاریں، اپنے آپ کو محفوظ ہم نے برداشت کیں ہم نے آزادی کی شیخ اور اسلامی ممالک کو بدنام کرنا ان سامراجی طاقتلوں کے سمجھیں، عدم تحفظ کا احساس نہ جنم لینے پائے، اگر ایسا مقاصد میں شامل ہے اور اس مقصد کی خاطر بڑے بڑے نہیں ہے تو آپ سمجھ لیں کہ ملک میں دہشت کا ماحول فروزان رکھا بلکہ اس طرح کے واقعات کرائے جاتے ہیں۔

نظاہر ایسا لگتا ہے کہ ممیتی کا یہ پورا واقعہ ایک بیرونی سلطان پیغمبر نے دیتا، سلطان پیغمبر ہے، ملک کی جو بھی مشینری اپنے کام کو تعصباً یا جنگی سلطان پیغمبر نے دیتا، سلطان پیغمبر ہے، بہت جلد بازی میں اسی کیا گیا وجانبداری کے ساتھ انجام دیتی ہے وہ دہشت گرد غیور و چار ہکڑا، اگر ہندوستان کو مل جاتے تو شاید اور ایک خاص نشان پر پوچھتے کے لیے مختلف محاذ ہندوستان کی تاریخ اگریزوں کی غلائی کے دھبے سے بنائے گئے تاکہ اہم پوس افران کو راستے سے بآسانی کرنے والی مشینری یا انتظامیہ اگر جانبداری سے کام داغدار نہ ہوئی مگر افسوس ایسا ہو سکا اور اگر یہ جزل ہٹایا جاسکے، آخر AT چیف کو کس نے اطلاع دی کہ ہندوستان پیغمبر کو مارنے کے بعد کہا کہ آج سے دہشت گرد CST میں گولی چلا رہے ہیں جب وہاں دہشت گرد کے بعد کہا کہ آج سے دہشت گرد کا مہماں سپل وہ پوچھ تو معلوم ہوا کہ دہشت گرد کا مہماں سپل پھر بھی ہم سے یہ گہرے کہ وفادار نہیں جا چکے ہیں اور وہاں گولی چلا رہے ہیں لیکن جب وہ مشینری بن جاتی ہے، کوئی قوم اگر محض اپنے غلبے جب یہ چکے کہ ہم نے اس ملک کو نہایت ملک کا جانباز افسروہاں پر پوچھا تو فائزگ بند ہو گئی تھی اور اکثریت کی بیاند پر اقیلتوں کی عزت و آبرو، جان لادبیار سے پالا ہے، اسے اپنے ہاتھوں سے بنا یا اور سوارا ہے تو ہم کیوں کرے سے چاہ کرنا چاہیں گے، اس اتاروی اور بھی اندر میں چھپے ایک دہشت گرد والی قوم ہے، ہم سارے ہندوستانیوں کو جھوٹی اعتبار لے یہ سوچتا، کہنا، ہندوستانی مسلمان کو چک کی تھا نے گولی مار کر اسے موت کی نیز سلا دیا، کیا یہ بات سمجھ سے دیکھتا یا ان پر جملے کرنا، ان کی وفاداری پر شبکہ کرنا میں آتی ہے کہ اتنا بڑا افسر جس کو ہر وقت خطرہ لاحق تھا کہاں تک انجام دے رہے ہیں؟ ہم کس کو ستارہ ہے دہشت گردی کر رہے ہیں اور ملک کے امن و سکون ایک ایسی جگہ پوچھے جہاں ابھی ابھی چند جوں قبل ہیں؟ اور کن کن شکلوں میں تعذیب کا نشانہ بنارہے ہے اپنے کام کس حد تک غیر جانبداری کے ساتھ انجام فائزگ ہو رہی تھی اپنابلٹ پروف جیکٹ اتار دے گا، یہ کہانی گزہی ہوئی معلوم ہوتی ہے؟ اسی طرح گاڑی کو عمارت کرنا چاہ رہے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ میں قتل کے جانے کی کہانی پر بھی اسی طرح کے بادل دے رہی ہیں، نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے خطرناک حد تک دخل ہو گئی ہیں اور بہت سے سوالات تھیں جواب کا اس سلسلہ میں ہمارا ریکارڈ خراب ہی نہیں بلکہ ظالماں ہے اور دہشت پسندانہ بھی، اب سے چار مہینے تین چھات - ارجمندی ۲۰۰۹ء

(Religion) کرنا نہ لگتا ہے، اس طرح وہ اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھونٹتا ہے، اور ہتوں کے افہان کو سوم (Destroy) کرنے کی کوشش کرتا ہے، یا کم از کم اسلام کی بنیادی تعلیم (Basic Education) سے ناواقف ہوتے کی بنیاد پر ایسے افراد کے اسلام کے خلاف چلتے والی مختلف مشینیوں کے دام فریب میں چھپتے کا توی اندر یہ رہتا ہے۔

عصری علوم کے ساتھ دینی علم کی ضرورت کیوں اور کیسے؟

ابصار عالم ندوی، احمد آباد

اسلام چدید علوم کے حصول سے ہرگز نہیں

روکتا، نہ اس کی تحریر کرتا ہے، بلکہ وہ زمانے کی زبان و نقیبات اور ضروریات و تقاضوں سے واقف ہونے کی تاکید کرتا ہے، البتہ وہ مغید و غیر مغید میں ضرور فرق کرتا ہے اور ہر مسلمان کو اس فرق کی طرف رکھنے کا حکم دیتا ہے، وہ انسانی صلاحیتوں کی قدر کرتا ہے، عقل و فہم سے کام لینے پر زور دیتا ہے، اللہ کی کاریگری پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے، سیکی دعوت فکر سائنس و مکنالوگی کی اساس ہے، جوانان کی طبیعت میں رکھ دی جئی ہے، اور انسان ہر زمانے میں اس سے کام لیتا رہا ہے، اور انسانیت کو فائدہ پہنچاتا رہا ہے، اور قیامت تک یہ وہ خجالت رہے گا، خدا اس کے لیے جو نیجی اصطلاح راجح ہو۔

لیکن اسلام انسان کو اور خاص طور پر اپنے مانے والوں کو سب سے پہلے ان باتوں سے واقف ہونے کو ضروری تر ارادتا ہے، جن سے وہ اپنے خالق کو پہچانے، اس کی مریضات کو جانے اور اپنی تخلیق کے مقاصد (Purposes) کو سمجھے، تاکہ اپنی زندگی کی طرف رخ کرتا ہے، جہاں وہ اپنی علمی پیاس بجا کر اسلامی تعلیمات کی غذانہ ملنے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر دینی تعلیم سے آرستہ ہوتا ہے، لیکن ان مدارس کا نصاب (Syllabus) کچھ ایسے نقص کا شکار ہے کہ ان مدارس سے فارغ ہونے کے بعد دین کے یہ پاسی اپنے فرائض منصی کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے، جنہیں انسانیت کی قیادت و سیادت کا فریضہ انجام دیتا ہے، اور ہر ہر موڑ پر انسانیت اور امت مسلمہ کی جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، اور یہ اسی طرح ضروری ہے، جس طرح ایک انسان کے لیے کھانا، پانی اور ہوا ضروری ہے، جس طرح اس کے بغیر انسان میں نہیں سکا اسی طرح ان کے سکھے اور جانے بغیر ایک

آج تعلیم کے اعتبار سے ہندوستانی مسلمانوں کا وجہ سے مسجد فدرسے ہیں تک اپنی خدمات کا دائرہ وسیع معاشرہ (Society) دو دھڑوں میں ہے، رکھتے ہیں، باوجود یہ کہ امت کا سواد عظیم ان سے ہو انظر آ رہا ہے، اگریزوں نے نظام تعلیم کا جوزہ ہریلا ہر میدان میں رہنمائی کی توقع رکھتا ہے، اور ان کی وجہ پر یا تھا، آج اس کے اثرات ہمارے معاشرے ہر ادائے بے نیازی پر جان چھڑ کنے کے لیے ہمدرم پر پوری طرح نہیاں ہیں، مسلمانوں کے تین ان کا تیار نظر آتا ہے۔

(2) لیکن دوسری طرف امت مسلمہ کا بڑا بُطْدُودہ انتہا کے "یہاں کا مسلمان نام" کے اعتبار سے مسلمان نظر آئے، لیکن تہذیب و تکمیل ہے جو معاش کی خاطر عصری علوم حاصل کرنے کی طرف اور زبان ولسان کے اعتبار سے اگریز، آج مسلمانوں کی سوسائٹی اسی گھناؤ نی سازش کی طرف گامزن ہے۔ آج اگر ہم اپنے معاشرے پر سرسراً طور پر بھی تہذیب کا ترجمان ہوتا ہے، اگر کوئی اسلامی ٹاپک شامل ٹھہر دیتا ہے، اس کے لیے وہ اس نصاب تعلیم کا پابند ہوتا ہے جو کہنے کو تو سیکولر ہے لیکن حقیقت میں وہ دیوالائی نہ ہے، دوڑائیں تو یعنی پس منظر میں دوپاتیں تو ڈرم و ڈرچیں کیا جاتا ہے کہ اس کی اصل روح بھی نکل نظر آئیں گی:

(1) ایک چھوٹا سا طبقہ وہ ہے جو علم دین کے حصول میں منہک ہوتا ہے، وہ مدارس اسلامیہ کی اسلام سے، تیجیہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے نو خیز بچوں کا ذہن، اسی طرف رخ کرتا ہے، جہاں وہ اپنی علمی پیاس بجا کر اسلامی تعلیمات کی غذانہ ملنے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر دینی تعلیم سے آرستہ ہوتا ہے، لیکن ان مدارس کا وقت ایسا آتا ہے کہ وہ مہما بھارت کی تاریخ و ثقافت سے نصاب (Syllabus) کچھ ایسے نقص کا شکار ہے تو واقف ہوتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے باوجود خداوی السلام کیا جاتا ہے، تاکہ اپنی زندگی کی مقاصد (Purposes) کو سمجھے، تاکہ اپنی زندگی کی اصول تاریار ہیں، اعلیٰ ظرفی اور وسیع الحیاتی کی جگہ کم اعتراف کیا کہ اگر اسی طرح کا قانون بنانا تھا تو پوتا کو ختم کرنے کی کوشش کرنے لے لی ہے، تھن پروری، سازش و دروغ کو ہر درد کا ارزش نہ سمجھ لیا گیا ہے،

بھی پیش گرفتاریاں غلط ہوتی ہیں، اس ہمن میں اس انسداد کے تعلق سے بھی دہرا معيار پولس نیز دیگر فرمان 2008 لوک سجا سے پاس کیا گیا ہے، دیکھنے اسے دہشت گردی کا خاتمہ کیے ہوتا ہے، آئے آگے میں پایا جاتا ہے، اس لیے ملکی بیان پر ہونڈاں دہشت ہے کہ اس ایجنسی اور قانون سے انسداد دہشت گردی دیکھنے ہوتا ہے کیا؟

انسداد دہشت گردی کے لیے قوانین کی کمی ہے، قوانین تو بننے میں اور بہت اچھے اچھے بننے میں نہیں ایجنسیوں کی، کمی ہے تو دیانت دار افران کے اور کہنے کے لیے نافذ بھی رہتے ہیں مگر ہماری اعلیٰ غیر جانبدارانہ عزم دار ادے کی، ملک کے تحفظ و بقا جس ایجنسیاں اس سے کام لیں یا صحیح طور پر کام کریں جسی یہ سب قوانین صحیح رخ پر کام کرتے ہیں، کیا اب مکاں تو نہیں تھے، یقیناً تھے مگر ایسا بہت کم ہوا ہے کہ ناپاک عزم کو چیخ کرنے کے لیے ہمیشہ تیار ہے، جو حکومت کے دباؤ سے آزاد ہو، اگر ایسا نہیں پہلے چاکالیا ہو اور ایک بہت بڑا خوکھوار واقعہ ہیں آئے تو محفل ایجنسیوں کے اضافے سے دہشت گردی یا پہلے روک لیا گیا ہو، یہ عجیب اتفاق ہے انسداد کے آجھے گھنٹے بعد ہماری ایجنسیاں پوری تفصیلات بتا دیتی ہیں لیکن واقعہ سے پہلے وہ اس سے باکل تاہمد ہوتی ہیں۔

دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت پہلے دنوں سے جنی ہوئی ہے، War on Terror کی ہم میں شریک ہونے کے لیے ماناجائے گا، مل میں یہ بھی مذکور تھا کہ اگر پوس کی معاملات میں ملکوں ہے، کیا اسے ووٹ نہیں چاہئے اور چاہئے تو کس کا؟ اس کو کس کی خوشنودی مقصود ہے؟ یقیناً کی ضرورت نہیں ہو گی کہ جس شخص کو اس نے یقیناً بھکوا بر گیڈ کی UPA سرکار اس قدر موقود ہے جیل اس دباؤ سے مختلف انداز میں جو جھرہ رہا ہے، حکومت تو سمجھیدہ معلوم ہو رہی ہے مگر کیا اس کے الکاران واقفران بھی سمجھیدہ اور دیانت دار ہیں، CBI، IB، Raw Materی اعلیٰ جس سیست نصف درجن سے زائد خیہ ایجنسیاں کام کر رہی ہیں، لیکن آپس میں ان Co-ordination کی جس خبریں آتی رہتی ہیں کہ حکومت انہیں اپنے اغراض تو پوتا کو ختم کرنے کی کیا ضرورت تھی، اسی طرح مقصود کے لیے استعمال کر لیتی ہیں، اس طرح ان کی دیانت داری اس میں کے ملکوں ہے کہ باہم اوقات گھے جرم کو چھینجیں تک یعنی ۱۸۰ اردن حرast میں رکھ سکتی ہے، تھی ایجنسی اور UAAPA دنوں اپنے اپنے قانونی شقتوں کو غلط طریقے پر استعمال کریں گی، آج کل

بقول شاعر

افسانہ بن گئی ہیں وسیع الحیالیاں کم ظرفی مزاج نہیاں ہے آج کل

☆☆☆☆☆

صورتحال کا ایک جائزہ یعنی ہو گا۔

غزہ: مصر کی وادی سینا سے فلسطین اور بحیرہ متوسط کے ساحل پر پھیلی ہوئی مہکو میر لمبی اور مکو میر چڑی پئی جس میں ۱۵ الакھ فلسطینی بیتے ہیں، ۱۹۷۸ء میں سر زمین فلسطین پر قبضہ کر کے جب صحیوں نی ریاست قائم کرنے کا اعلان کیا گیا تو غزہ کی پئی مصر کے زیر انتظام آئی، مصری انتظام ۱۹۶۰ سال تک قائم رہا، ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے نتیجے میں دیکروں سی علاقوں کے ساتھی ساتھ غزہ پر بھی صحیوں افواج نے بعث کر لیا اور غزہ پاہم پر ابتلاء کیا اور شروع ہو گیا۔

ایک بار پھر اللہ کے برگزیدہ بندوں کے اصراری شام کے سب سے سربراہ شاداب خلیل پر قاتلین، زمین میں بگاڑ پیدا کرنے والے فسادی، اللہ آسمان سے آگ کی بارش اور زمین پر خون کی ہوئی بعث کر لیا اور غزہ پاہم پر ابتلاء کیا اور شروع ہو گیا۔

کی شان میں گستاخی کرنے والے دریہ دہن، بے کھیلی جا رہی ہے، جس میں ہزاروں مخصوص جام بحق دنیا یہودیوں کے ہاتھوں دیریا میں کے قتل عام کو نہ بھولی ہو گی جس میں ۳۰۰ فلسطینی مردوں، عورتوں اور بچوں پر مشتمل یہ سی ہاگانہ (Hagana) دہشت گردوں کے ہاتھوں راتوں رات صورت ہتی سے اس طرح مٹی کے اب وہاں ہنڈرات کے سوا کچھ بھی ملک۔ مہذب مغربی حکومتیں دیریا میں کی بربریت پر آج تک خاموش ہیں، جب کہ یہ فلسطینی عوام کو فوجی اور اقتصادی دباؤ کی نذر کیا، اب اگر ہم نے دوبارہ یہ فلسطینی عوام جام کی تاریخیں ہو گئیں، تاریخ کے ہر دور میں لعنت حاضر کے فطرت سے سک گزیدہ، جانب مزید یکسوئی سے لیکن گے، ہمیں خود کو اس دہم کا شکار نہیں کرنا۔

ایک معروف اسرائیلی مورخ ایلان پاپ (Ilan Pappe) حفاظتی سورشی میں پروفیسر ہے ہیں اپنی ایک کتاب فساطینیوں کا نسلی صفائی (The Ethnic Cleansing of Palestine) میں لکھتے ہیں:

”دسمبر ۱۹۴۷ء سے جنوری ۱۹۴۹ء تک“

فلسطینیوں کا ۳۱ بار قتل عام ہوا، یہودیوں نے ۱۵ الکھ بے بس و مجبور آبادی مہذب دنیا کے پیشانی دل عش عش کراحتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا غزہ بھی پر بندا غمی جا رہی ہے۔

غزہ: ہاشم ابن عبد مناف کے مدفن، جلیل القدر جنگ بندی کی جنگ سے کم نہیں بلکہ زیادہ خطرناک تھی، اس کے لئے ہم کو غزہ کی سیاسی و جنگی اقلیتیں، وہ اسرائیل کو ایک جمہوری سیاست نہیں لکھتے، ۲۰۰۰ء

غزہ میں موت کی ارزائی

[غزہ کے محصورین کو کسی مقصوم کا انتظار]

سلمان نیم ندوی

ایک بار پھر اللہ کے برگزیدہ بندوں کے اصراری شام کے سب سے سربراہ شاداب خلیل پر قاتلین، زمین میں بگاڑ پیدا کرنے والے فسادی، اللہ آسمان سے آگ کی بارش اور زمین پر خون کی ہوئی بعث کر لیا اور غزہ پر آگ و خون کی بارش کی شان میں گستاخی کرنے والے دریہ دہن، بے کھیلی جا رہی ہے، جس میں ہزاروں مخصوص جام بحق ادب و گستاخ، بکر و فریب، دجل و تلہیس جن کی اور ۲۵ رہڑا سے زائد جان لیوازخوں سے چور ہیں، آج جبکہ غزہ پر آگ و خون کی بارش ہو رہی خود اپنی اپنی اس بربریت سے جماں کو نیست دنایا و کرنا چاہتا رہے، اسرائیل کا بھی دینی اس بربریت پر آج تک خاموش ہیں، جب کہ یہ فلسطینی عوام کو فوجی اور اقتصادی دباؤ کی نذر کیا، اب اگر ہم نے دوبارہ یہ فلسطینی عوام جام کی تاریخیں ہو گئیں، اس بربریت پر آج تک خاموش ہیں، جب کہ یہ فلسطینیوں کے قتل عام کا پہلا بڑا اوقاتھا۔

ایک معروف اسرائیلی مورخ ایلان پاپ (Ilan Pappe) حفاظتی سورشی میں پروفیسر ہے ہیں اپنی ایک کتاب فساطینیوں کا نسلی صفائی (The Ethnic Cleansing of Palestine) میں لکھتے ہیں:

”دربریت کی انوکھی داستان رقم کر رہی ہے، اسرائیل اور اسرائیل نواز حکومتیں اس کا وجہ جواز یہ کے قیام کے بعد سے اہالیان فلسطین پر ان کے ظلم و تم اسرائیل نواز حکومتیں اس کا وجہ جواز یہ کا جو سلسلہ ہے وہ ایک طویل اور دلجراث داستان ہے، پیش کر رہی ہے کہ پیش قدی جام نے کی ہے، لہذا اسرائیل کو حق دفاع حاصل ہے۔ اس منطق پر فلسطینیوں کی تازہ جاریت کی شکار غزہ اور اس کی دل عش عش کراحتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا غزہ بھی ایمن پاپ جام کی حریک مراجحت کے حاوی ہے۔“

قدام کے پوزیشن میں تھا، غزہ کے لئے نام نہاد ہے، جنگ بندی کی جنگ سے کم نہیں بلکہ زیادہ خطرناک تھی، اس کے لئے ہم کو غزہ کی سیاسی و جنگی اقلیتیں، وہ اسرائیل کو ایک جمہوری سیاست نہیں لکھتے، ۲۰۰۰ء تھی، اس بربریت کے نتیجے میں چار چاند لگ جائے اور دوں (Institutes) سے بخت ہیں۔

مگر آپ کا پچھہ دینی تعلیم سے محروم رہ جاتا ہے

مسلمان صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا۔

کہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آج

ہمارے معاشرے میں علم دین کے حصول کا مطلب کی درسے میں پڑھنا اور پڑھو ہاں سے سندھاصل

کرنا ضروری سمجھتا جاتا ہے، حالانکہ یہ ایک غلط سوچ

ہے، علم دین پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے، اور نہ اس کے لیے زمان و مکان کی قید ہے، اور نہ وہ کسی انسانی

طبقة کے لیے خاص ہے، وہ سب کے لیے عام ہے،

اور ہر وقت اپنے اسکولوں کا انتخاب کرتے ہیں لیکن

یہ انی پرائیویٹ اسکولوں کا انتخاب کرنا ہے ایسی کھانہ

جسکی چاروں پارے کی پہلی درگاہ تماں کی گودی ہے،

عمر سے قبل مکاپ کا بڑا عدد، نظام قما، ابتدائی سے

پچھوں کو اسلامی تعلیم کی غذائی جاتی تھی، لیکن اب

دھیرے دھیرے یہ نظام بھی ختم ہوتا جا رہا ہے، جو ایک

انسواناک پہلو ہے، اب گاؤں دیہات کے پچے

سرکاری اسکولوں کا رخ کرتے ہیں، جام کچھری کے

نظام نے قلمی میعاد کو کچھری بنا کر رکھ دیا ہے، نتیجہ یہ

ہے کہ قلمی اخراجات کے لیے عوام کی جبوں میں

نیکس کی صورت میں رکھ دیا جائے کے باوجود

ان اسکولوں کا رزک ہمت افراد نہیں ہے، اور پھر ہاں

دین اسلام کی تعلیم ایک شرمنوٹ کی حیثیت اختیار کر گی

پچاؤ) میں ہے،

مرپرستوں کو چاہئے کہ ایسے اسکولوں سے حتی

الامکان پر ہیز کریں جن کی شہرت تو آسمان چھوڑی

کھل رہے ہیں، تجربے سے سرکاری اسکولوں کے

تہذیب یا عیسائی پکھر کے رنگ میں رنگا جا رہا ہو، یہ

اسکولوں کے نظام پر ان کے ڈائرکٹریوز کا

پورا اثر و رسوخ ہوتا ہے، وہ تعلیم و تربیت کے باب

میں آزاد ہوتے ہیں، اگر وہ عصری علوم کے ساتھ

تعالیٰ ہماری تھی نسل کو ان تمام شرور و فتن سے حفاظت

سچک کا اضافہ فرمائیں تو ان کو نصاریع کا اور ان کے

سلمان رشدی اور تسلیم نہ رہیں جیسے ملعون افراد

لے پا رہو گا، بلکن ان کے نظام میں چار چاند لگ جائے اور دوں

(Institutes) سے بخت ہیں۔

آزمائش

کہتے کہوئے کافر ق معلوم کرنے کا ذریعہ ہے "یہ حادث و اتفاقات اور یہ تشبیہ فراز، وہ قدرتی جربات ہیں جن سے دنیا کی زندگی اور بیدار قویں ہمیشہ گزرتی ہیں، یہ وہ آزمائش اور امتحانات ہیں جن سے کمرے کھوئے کافر ق معلوم ہوتا ہے، اور قوم کی پچھلی کا اندازہ ہوتا ہے، ان کی بدولت وہ تکلیف و راحت، ترقی و شدت ہر حالت کی عادی ہوتی ہیں، وہ فتح کے وقت غور میں بتائیں ہوئیں اور ناکامی وہزیت کے بعد مایوس کا شکار ہیں ہوتی ہے:-

﴿لَكِلَاتٌ أَسْوَاعُ لِمَا فَلَقْتُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَكُمْ﴾ (حدیث: ۲۳)

"تاکہ نہ منکر ف ہوتم اس جنی پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نازاں نہ ہواں پر جو تمہیں دیدی گئی" اس کی مثال اس زندگی اور صحت مندوتوانی جسم کی ہے، جس کی قوت مدافعت اور قوت برداشت کا صحیح اندازہ اسی وقت ہوتا ہے، جب وہ صحت و مرخص ضعف و قوت، آب و ہوا کے اختلاف، موسموں کے تغیر اور اس طرح کی تمام حیزوں پر فتح حاصل کر لیتا ہے، اور ہر قوم کے تین و تریش کا عادی ہو جاتا ہے جس طرح ایک صحت مند جسم کے لئے صحت کی خاتمت ہے، خواہ اس کو درمیان میں مختلف مرالے گزرا پڑتا ہے اسی طرح انسانیت کے لئے بہترین پیغام رکھتے والی اور ان صفات و خصوصیات کی حامل قوم کے لئے (جوسارے عالم کے لئے باعث خیر و سرمشہہ ہدایت ہے) فتح و نصرت بھی مشیت الہ ہے، اور قرآن مجید اس کی فتح کی خاتمت ہے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی مددوی
(ما خود از عالم عربی کالیس)

فریضہ انجام دیا، نہاد جنگ بندی تو ہو گئی لیکن غزہ میں اندر ہرے کو اور بڑھا دیا گیا، جس صور تعالیٰ کا ایکی مہمیت کے ایک شخص اس عورت کی پکار معمتم تک جائزہ پیش کیا گیا وہ جوں کی توں رہی، نہ راستے کھوئے ہی وہ نچاہتا ہے، تاریخ میں مذکور ہے کہ معمتم کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا، وہ اس کو پرے رکھ دیتا ہے، اور تم برخلاف ریشد دو انسوں کو ہوادی گئی، نظام جاسوی اور کھاتا ہے کہ جب تک وہ عموریہ فتح کر کے اس مظلوم خاتون کو رہائی نہیں دلائے گا اس پر ہر عیش و راحت دریا میں ڈال دیا جائے اور اس کو کہا جائے کہ شور معمتم کے آہنی عزم کے سامنے ریت کے ڈھیر کی پیانا، ورنہ نقش امن ہو گا، اب اس شخص کے سامنے دوہی طرح بکھر گیا، اس عظیم الشان فتح نے ابو تمام سے شہرہ آفاق قصیدہ کھلوایا، آج بھی دنیا کو اور بالخصوص غزہ پہلا راستہ چنانجاوس کا حق بھی تھا اور زندہ قوم کی علامت کے مظلوم محصورین کو کسی معمتم کی حلاش ہے، ہے کوئی بھی جو بلیک کہے؟

اس مضمون کے پہلے پیر اگراف کو پڑھ لجھے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اسرائیل غزہ میں جو کچھ کر رہا ہے وہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے، انوکھی بات چاہیے: "اسرائیل نے پہلے بھی تباہ کن علطی کی تھی کہ فلسطینی عوام کو فوجی اور اقتصادی دباو کی نظر کیا، اب کا جنین و سکون، غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر اپنے رنچ و غم کا اطباء اور نمیت ان حکام و عوام نے کیا جن کو مسلمانوں کا دوست نہیں کہا جا سکتا، لیکن وہ قوم جن کی آپسی تعلقات کو "بنیان مرصوص" سے تعجب کیا گیا، جس تعلق کو "اختت" کا فاخرا نہ پیر ہن عطا کیا گیا، کیا وہ تعلق اس قدر کمزور ہو گیا کہ اس پیر ہن کو تاریخ کیا جا رہا ہے اور ہم تماثلی بنے بیٹھے ہیں؟ کیا عربوں کے رگوں سے وہ غیرت و حیبت بھی تجوڑی گئی جوان کا صفحہ خاص تھا۔

پہلی گھنیمان لڑائی غزہ ہی کے ایک گاؤں "دائش" میں ہوئی تھی، اور پھر فتح مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی، اپنے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر افسرده بھی ہوتی ہے اور برادرختہ بھی، بے اختیار وہ خلیفہ وقت معمتم کی

میں انھیں یونیورسی سے استفادہ ہے پر مجبور کیا گیا، دیوقامت میکوں اور جدید ترین اہتماموں کا مقابلہ جنوری ۲۰۰۸ء میں ایلن پاپ نے ماضی میزرو پیشن کیا، ظاہر صحوہ اسلحے کے اہم اور بے وسیلہ پیشوں کا کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن دیکھا کہ یونیورسی (PU) میں تقریر کرتے ہوئے کہا: "بس طرح سے فلسطینیوں کا نسل صفائی ہوا ہے" ہزاروں شہداء، زخمیوں اور قیدیوں کا نذر راندہ ہے کے بعد معاشرے میں جاس کی حکومت اور افتخار کے اخلاقی اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا، دوسری جگہ عظیم کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جاتا ہے، اسے ناقابل فراموش ہے، اسے ناپاکی کے جریکے بعد بالآخر بے وسیلہ تحریک اتفاقیہ ہی کا میاہ ہوتی ہے، حکومت آتے ہی بیرونی امداد بند کر دی گئی۔

☆ بنکوں میں جمع شدہ فلسطین کے لئے امداد میں اخلاقی پر مجبور ہوئیں۔

☆ بنکوں میں جمع شدہ فلسطین کے لئے امداد میں قتل عام کر کے نصف سے زیادہ فلسطینیوں کو ان کے قتل عام کر کے نصف سے زیادہ فلسطینیوں کو ان کے اخلاقی کے بعد غزہ اور مغربی کنارے میں فلسطینی آپس کے تمام اٹاٹے مخدود کر دے گئے۔

☆ ۱۳ ارجنون ۷۰ء کے بعد غزہ کو محصور کر دیا گیا، آمد و رفت کے تمام راستے مسدود کر دئے گئے۔

☆ ۱۸ ارہزار فلسطینی سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بند کر دی گئیں۔

☆ ۱۹۹۳ء کے بعد سے لے کر غزہ اور مغربی کنارے میں قائم فلسطینی اتحادی کے سیاہ و سفید کی مالک تھی، یہودیوں نے دیر یاسین اور صبر او شاتیلا کی تاریخ دہراتا شروع کر دیا۔

☆ ۱۹۹۸ء کے بعد میر فلسطینی علاقوں سے بھی مہاجرین کی بڑی تعداد غزہ منتقل ہو گئی تھی، آجھ نیت دنابود کروانا چاہتے تھے۔

☆ ۲۰ جنوری ۲۰۰۸ء کو غزہ کی بھلی پالائی میں منسوبہ اور سازش شاید کامیاب ہو جاتی تھی، یہاں اپنی ۲۵ جدید بستیاں تعمیر کیں اور غزہ کی مختصر جنوری ۲۰۰۶ء میں پورا قشہ ہی بدل گیا، انتخابات کی پیشی ثابت آبادی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے

☆ ۲۱ میکاہ دھرمیہ، امریکا، اسرائیل اور فلسطینی اتحادی نے ہو گئی، ذوب گئی، میلی فون اچیخ، موبائل فون کی بیشتران ختم فیصلہ کر لیا، امریکا، اسرائیل اور فلسطینی اتحادی نے گنجان آبادی بن گئی۔

☆ ۲۲ ارجنوری کی شام سینکڑوں افراد رفع کے مغلوق الحال آبادی سک سک کر جی رہی تھی کہ وہاں جہاد مراجحت سے آشنا یک نسل نے بند کر دی جائے گی.... اسرائیل پھر فوج کشی کر دے جمیل، شیخ حمیتیں، ڈائیز عبد العزیز رحیمی اور انحصاری حکومتیں کے معاصرہ کر دیا جائے گا.... لیکن فلسطینی عوام میزائلوں کا ناشانہ بنایا جانے لگا۔

☆ ۲۳ ارجنوری کی پسندیدہ فلسطینی کیا گیا تو اعادہ اتحادی سب ایک منقصے کا ٹکر ہو گئے۔

☆ ۲۴ ارجنوری کی چھوٹی دنیا اور خود فلسطین کے دیگر مقیومیں جا سکے، ان پر آنسوگیں اور گولیاں چلانی گئیں۔

☆ ۲۵ اگسٹ اکار میں پھرتوں اور غلبیوں سے میکوں علاقوں سے ملاتے والے راستوں کی تعداد چو (۲) پھر ایک دور آیا کہ امس و آشی کے علمبردار امریکا کا مقابلہ کیا گیا، مخصوص پھر نے لکھریوں سے ہبادر نے ٹالی کر کے جنگ بندی کرانے کا خوکھوار

قاری محمد اسلام صاحب اور مولانا معین صاحب ندوی

امین الدین شجاع الدین



دینی تجربہ کے سابق استاذ قاری دینا ہوتا تھا، مخارج کی ادائیگی کی وقت اس کی حرکات و سکنات اسے اور زیادہ قابل توجہ بناتی تھی، پھر بھی محمد اسلام صاحب ۶ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ کو اپنے طبلے مخارج اس سے ادا نہ ہوتے تھے مگر قاری اسلام پنجویں انتقال کرنے والے ائمہ و ائمہ اواز سے پیچان لیا کرتے تھے۔

ندوہ سے گہری محبت تھی اپنے طبلے کے ایک معروف مدرسہ کے ناظم نے انہیں اپنے ہاں آنے کی پیش کش بھی کی لیکن ندوہ سے محبت غالب آکر رہی اور قاری صاحب نے مذہر کر دی۔ بلالی مسجد امین آباد میں امامت بھی فرمائی، ندوہ کے قیام کے دوران ہی پیناچی چلی گئی تھی لیکن برابر پڑھاتے رہے۔ یہاں کے بعد ندوہ ہی کی ایک شاخ جلپاپور رہے۔ یہاں کے بعد ندوہ ہی کی ایک شاخ جلپاپور نیپال سے عمر کے آخر حصہ تک وابستہ رہے۔ پیناچی چلی جانے کے بعد اپنے ملاقاتیوں اور طلبہ کو ان کی آواز سے پیچان لیا کرتے تھے۔

دریں ہو یا امامت عمر کے پیشتر حصہ میں کراتے رہتے تھے، درجہ میں تشریف لانے کے بعد کے آخر تک انتقال بالقرآن کی سعادت انہیں نصیب ہوئی، قاری صاحب وقار کے ساتھ مسجد کی چنانی پر بینہ ہوئی، لاباقد، کمراں افتش، شلوار کرتے میں ملبوس اور اس پر ایک صدری، ہاتھ میں چھتری اور اس کا دستہ لکڑی کا، کچھ ایسے تھے قاری صاحب۔ ہم لوگ اصول بتاتے اور مشق کرواتے ہم لوگ کبھی کبھی خصوصی اول کے طالب علم جاتا چھڑی آجائی اور قاری صاحب کچھ شروع میں ہی کوئی بات پیش نہیں کی جس کے باعث ملکہ خلق صوبوں کے نہیں بلکہ مختلف ملکوں کے کرہ میں ہمارا کلاس لگتا تھا، ۸۰-۹۷ء کا سن تھا اور اس وقت کا خصوصی درجہ واقعی خصوصیت کا حال ہوا کرتا تھا۔ مختلف صوبوں کے نہیں بلکہ مختلف ملکوں کے طبق اس میں زیر تعلیم، سب کی شکل و صورت، قاری صاحب نے ابتدائی تعلیم وطن میں اپنے استاذ ابو الحسن جامی صاحب سے حاصل کی تھی، فن حجید و قرأت کی تعلیم لکھنؤ کے معروف ساؤتھی افرید اور تھائی لینڈ وغیرہ کے طبلہ ہوا کرتے تھے اس نوع کا احسان ہمیں قرأت کے گھنٹے میں حکم، بیاس مختلف ہوا کرتا تھا، انڈونیشیا، ملیشیا،

پس مانگان میں ۲۲ ریل کے اور ۲۰ ریل کیاں کی تھی، فن حجید و قرأت کی تعلیم لکھنؤ کے معروف تھے اس تعداد میں اس بندہ کی ادائیگی تھے۔ میں بعض طلبہ کو دشواری پیش آئی تھی، ہمارے ساتھیوں میں ایک حامد سنوی ہوا کرتے تھے، بالکل صاحب ندوی اور مولانا عبداللہ عباس صاحب ندوی اور اس پرستی کے اپنا قوی بیاس پہنچا کرتے تھے، جو بھی ان ندوہ میں استاذ کی خدمت سے خوبی کیا تو اس کی تربت کو مختذلی رکھے، ان کی خدمات سے خوبی کیا تو اس کی تربت کو مختذلی رکھے، ان کی تربت کو مختذلی رکھے، ان کی تربت کو مختذلی رکھے،

☆☆☆
پرانے ندویوں کے معین بھائی اور ہمارے

مولانا معین صاحب ندوی بھی بقیدہ بعد اللہ کو بھائی! ان سے آخری ملاقات تعمیر حیات کے ذفتر کے پارے ہو گئے، پروفیسر یوسف گرامی ندوی مرحوم مندی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بولنے کا سلیقہ دیا تھا، ان کے معاصر معین بھائی کے صاحبزادہ افسیں سہارا دے ہوتے تھے، معین بھائی نے اپنا بیان ہاتھ ہوا میں لہرایا اور پنجویں کالیوں کو حرکت دی، گویا یہ تاثر دے رہے تھے معین بھائی کو دیکھنے میں اچھا ہو رہا ہو، انہوں زلفوں کے اسیروں گئے تھے اور اپنی قوت و توانائی اور نے موت سے بھی پیچہ آزمائی کی لیکن موت غالب آکر رہی، اور معین بھائی کو بیوی کی نیزد سلام جلوٹ اور خلوت دونوں میں ان کی رائے ایک ہی ہوتی تھی وہ ان لوگوں میں تھے جو مصلحتوں سے بلند تصور ہفتھے ہے وہ ہمت و جواب مردی اور اولاً العزیزی ہوتے ہیں۔ جن کے سامنے مخفعت نہیں بلکہ مقصد اسی عبارت ہے۔

معین بھائی نے الحمد للہ مقصد سے بھر پور زندگی جن دنوں میں باگ درا کا ایڈیٹ ہوا کرتا تھا تو میں تھیں طاہر گزاری اسلام کے پرچم کو بلند دیکھنے کی تمنا ان کے سینے میں تھی اس تمنا کو تقریر و تحریر میں نہیں سمویا بلکہ عملی ہے وہ عمر میں ہم سب کارکنان سے بڑے تھے مگر پچھے ہو یا جوان یا بڑھا، ہر ایک ان کو معین بھائی کہہ کر میدان میں اتر پڑے چاہے انہیں اس کا زار اور مشن کیلئے ایک مزدور ہی بن کر کیوں نہ خدمت انجام دینی پکارتا تھا اور معین بھائی سب سے بے تکلفی سے ملتے تھے اور ہم لوگ بھی ان سے تکلف نہ کرتے تھے۔ پڑے۔ ملت کے مسائل پر جب بھی گفتگو ہوتی تو ایک روز میں نے پوچھا کہ معین بھائی اجمن شباب محسوس ہوتا کہ نہ صرف ان کے سینے میں درد و کرب میں بڑھوں کا کیا کام تو یاد آتا ہے معین بھائی نے کہا ہے بلکہ وہ حالات سے باخبر ہیں۔ وہ ایک باخبر ندوی تھا کہ یہ شباب اسلام ہے اور اسلام پر بڑھا پائیں آسکتا ہے اسی قیادہ کیا قید، بس عزم جوان رہے۔

معین بھائی کو معرکہ آرائی میں بڑا لطف آتا تھا سے پڑھتے تھے اور پوری توجہ سے پڑھتے تھے، ایک بار میں نے ان سے کہا کہ معین بھائی! بعض لوگ مجھے یاد ہے کہ ہمارے مولانا سلمان الحسین نے انہیں کئی ایسے مخاز پر بیجا جو میٹھی کچھ روی نہیں بلکہ میٹھی کھیر خشوع خضوع کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں، ماشاء اللہ تھے معین بھائی ان سارے مخازوں پر ایک چھپاہی آپ اخبار خشوع خضوع کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

کی طرح ڈٹے رہے اور ہزار دشوار یوں کے باوجود ادھر چند مہینوں پہلے بخوبی کہ معین بھائی کو فاخت پیچھے مذاکر نہیں دیکھا آج الحمد للہ ان جگہوں پر مسجدیں ہو گیا ہے تو دل دھک سے رہ گیا۔ میں نے انہیں آبادیں مدارس میں قال اللہ و قال الرسول کی قریب سے دیکھا تھا، امت سے متعلق ان کی فکر صد ایں گونج رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مساجد و مندی کا مجھے تجوہ تھا، ہماری صفائی کے ایک فعال، مدارس کو معین بھائی کا تو شری آخوت بنائے۔

☆☆☆☆☆
ذکر مولانا سید محمد اجتباء ندوی کے چیزوں اور بھائی سید محمد سعیج صاحب کا مورخ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۸ء پروز جمعہ آبان وطن مجموع ایمیٹی میں انتقال ہو گیا۔ ائمہ و ائمہ ایمانیہ راجعون۔ ایک دن قبل مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۸ء کو جوان سال پوتے سید محمد ضیاء کا لکھنؤ میں انتقال ہو گیا، اس لڑکے کی عمر ۱۸ ارسال تھی، تماز جتازہ احاطہ ندوہ الخدماء میں ہمہ تم دارالعلوم ندوہ العلماء حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن عظیمی ندوی نے پڑھائی اور ڈالی گنج قبرستان میں مدفن نہیں ہوئی۔ ان کے والد سید محمد عمران نے تعمیر حیات کے شعبہ کتابت میں پکھوں کا ہم بھی کیا ہے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جدید دلش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گھنٹ پیلیس
میں آپ کا نیس مقدم ہے

Gelna Palace

Whenever you see Jewellery
Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیرت، جوک لکھنؤ

Maqbool Mian
Jewellers

مقبول میاں جویلریز

Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow.
Mob: 9956069081-9919089014

Mohd. Irfan

Mob. 9305672501

ARHAM
MEN'S WEAR
Specialist
Sherwani, Jodhpuri Designing Suits

KOREY WALI GALI, NEAR USMANIA MASJID
PATANALA, LUCKNOW

R. U. Khan

09335916892
09415001164

ace label world

Manufacturer: Computerized Woven Labels,
Computerized Embroidery, Monograms & Tags and Printed Labels

2. VISHAN SABHA MARG, HAZRATGANJ, LUCKNOW-221 (U.P.) INDIA
Ph: 91-22-2823625 E-mail: acelabelworld@rediffmail.com

Factory: 12th KM STONE SIKKORI, NEAR RADHA COLLEGE, HARDI ROAD, LUCKNOW.

Mob: 9415090544 Shop: 2627446 Res: 2254796

پروپرائز: ولی اللہ

وَلِلّٰهِ جُوْلَیْرِس

WALIULLAH
JEWELLERS

All Kinds of Gold, Silver
& Diamond Jewellery

Jutey wali Gali, Aminabad, Lucknow



Ph: 23460220-23468708

ALAUDDIN TEA

44, Haji Building S. V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele: Add Cupkettle

CAFE FIRDOS

Partly Air Conditioned
MOGHALAI & CHINESE FOOD

Tel: 23424781-23459921

145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Contact:
Mr. M. Altaf 0919035087
Mr. M. Imran 9415757256
Mr. Zeeshan 9236720156

Phone: (021) 2618948
(021) 2627443

ردیٰ صندیٰ صرداں ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز

اعلیٰ کوالیٰ، جدید ترین فیشن کے ساتھ

Shirts, Trousers, Coats, Embroidered, Sherwanis, Pullowers,
Jackets, Kurti-Suits, Night Suits, Gown & Ties.

شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبیات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بخوبی برائی

menmark
Home Wear Collection

MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow. -226001

فوتی آنے والے اور خود اپنے گھر والوں کے لیے نماز
پڑھنے کے لیے اس کرہ کو خاص کر دیا ہے، سوال یہ ہے کہ
کیا اس کرہ کی حیثیت مسجد کی ہو گئی ہے؟ کیا اس پر مسجد
کے احکام جاری ہوں گے؟ بعض حضرات کا خیال یہ ہے
کہ یہ مسجد ہے اس لیے مسجد کے احکام نافذ ہوں گے۔

جواب: صاحب مکان نے اس کرہ کو اگر مسجد کی نیت

سے نماز کے لیے خاص کیا ہے اور لوگوں کو اسی مقصد سے
نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے تو یہ مسجد شرعی ہو گی
اور مسجد کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔ (ردا حکما ۳۳۱/۲)

جواب: ایک مسجد کے کرائے کے مکانات اور دکانیں ہیں

سوال: ایک مسجد کے کرائے کی آمدی دوسرے
اوائی آمدی آئے دن بڑھتی جا رہی ہے، مسجد کے
آخرات سے آمدی کافی زائد ہے، سوال یہ ہے کہ ایک
مسجد کی زائد آمدی دوسری مسجد میں منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اصل تو یہی ہے کہ ایک وقف کی آمدی دوسرے
وقف میں منتقل کرنا درست نہیں ہے، لیکن اگر وقف نامہ

میں صراحت ہو کر اگر مسجد کی آمدی زائد ہو تو دوسری
مسجدوں میں اسے منتقل کر سکتے ہیں تو وقف کی صراحت کی
بناء پر زائد آمدی دوسری مساجد میں منتقل کی جاسکتی ہے، لیکن

یاد رہے کہ وقف کی خرض اور مقصود کا لحاظ اور اس کی شرائط کی
پابندی ضروری ہے۔ (ردا حکما ۳۱۵/۵، کتاب الوقف

مطلب فی نقل القاضی المسجد)

سوال: ایک مسجد کے محن میں قبر واقع ہے، قبر کو پاٹ
کر اگر مسجد میں داخل کیا جائے تو اس پاؤ ہوئے حصہ

پر مسجد کا اطلاق ہو گا یا نہیں؟ اور اس پر نماز پڑھنے سے
مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: جس قدر زمین قبر کی ہے اتنی زمین پر نماز نہیں

سوال: ایک کالونی میں کچھ مسلمان رہتے ہیں، وہاں
مسجد نہیں ہے، تمام لوگ سرکاری ملازم ہیں، اتوار کو ایک

صاحب مسجد کے خلاف ہے، اس لیے متولی کو قمِ محاف

کرنے کا حق نہیں ہے۔ (ردا حکما ۳۲۰/۲)

سوال: ایک گاؤں میں مسجد کے احاطہ میں کتوں ہے، صاحب مکان نے وقت

سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: مسجد کس کو کہتے ہیں؟ کیا مسجد کے لیے عمارت
ہے یا نہیں؟ جن حضرات نے مسجد اور کتوں ہے کہ بغیر
کہ ہونا شرط ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ بغیر
اب باحیات نہیں ان کی نشانہ بھی مسجد نہیں ہے تو انکی
صورت میں کیا مسجد اس کے لیے جا سکتی ہے؟
جواب: چونکہ کتوں میں مسجد کے احاطہ میں ہے، پہلے سے

غایص اش کے لیے مسجد ادا کرنے کے لیے اس کتوں کواب وقف
عام کر کے عام لوگوں کا استفادہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی
اس پر عمارت اور چھپت وغیرہ ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مطابق
ن صراحت کی ہے کہ کسی جگہ کو مسجد قرار دی جانے کے لیے
کیا وقف عام نہیں بلکہ مسجد کے لیے خاص ہے۔

عمارت کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ شرط فی تحقق کرنے
مسجد البناء۔ (طحاوی ۵۳۹/۲)

سوال: سیاہ سے کچھ مساجد کو انصان ہے تو چاہے اسی
طرح کی تدریس بھی کافی انصان کے زوں ہیں، سرکاری

مطف سے عمومی شرخ سود پر قرض مل رہا ہے، کیا مسجد، یا
درست کے لیے سرکاری قرض مل رہا ہے، کیا اس طرح مسجد
مسجد میں رہتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح مسجد
میں لینے کی اجازت ہوگی؟

جواب: سرکاری قرض جس میں سود و ناپڑتا ہے لیا
درست نہیں ہے خواہ مسجد کے لیے ہو یا درست کے لیے،

اہل خیر حضرات سے تعاون کی انجیل کی جائے، انشاء اللہ
مسجد بھی تحریک ہو جائے گی اور درس بھی۔ (فتاویٰ ہندیہ ۲/۲۲۳، باب ولایہ الوقف)

سوال: سابق تولی کے پاس مسجد کی کھربیں ہیں وہ
اوائیں کپار ہے جیں کیا موجودہ متولی اس کو معاف
ہر حال میں آداب مسجد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ
حالیہ ۲۲۱/۵)

جواب: متولی کے ذمہ مسجد کی بگرفتاری اور مصالح مسجد کا
تحفظ ہے، مسجد کی جاہید ادیار قم شائع کرنا یا مخالف کرنا،
مساجد میں ہے، تمام لوگ سرکاری ملازم ہیں، اتوار کو ایک
صاحب مسجد کے خلاف ہے، اس لیے متولی کو قمِ محاف
باتیں ہوں، اس مکان کے ایک کرہ میں سب جماعت

کرنے کا حق نہیں ہے۔ (ردا حکما ۳۲۰/۲)

سوال: ایک گاؤں میں مسجد کے احاطہ میں کتوں ہے، صاحب مکان نے وقت